سلسلہ نمبر ۵

افاداتِ فاروقی

IFADAT-E-FAROOQI

مکتبۃ النور کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ نمبر ۵

افاداتِ فاروقی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

فہرست مضامین

عرض ناشر

بعد الحمد والصلوٰۃ توفیق الٰہی اور اپنے مرشد پاک کی برکت سے مکتبۃ النور نے حضرت اقدس شفیق الامت دامت برکاتہم کے افاداتِ عالیہ کی طباعت کا جو سلسلہ شروع کیا ہوا ہے الحمدللہ یہ اس سلسلے کا پانچواں نمبر ہے۔

موجودہ دور میں ایک مسئلہ نہایت اہمیت کا حامل ہے جس کی وجہ سے عمومی طور پر مسائل میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے وہ ہے "بچوں کی تربیت"۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ بچے کا ذہن "قرطاس ابیض" سفید کاغذ ہے۔ اس پر جو کچھ بھرا جائے گا یہ ویسے ہی ہو گا۔ مقصد یہ ہے کہ بچوں کی تربیت ایک اہم فریضہ ہے اور آج کل اس سے بہت زیادہ غفلت برتی جارہی ہے اکثر لوگوں کو تو یہ ہی معلوم نہیں کہ اولاد کی تربیت کیسے کی جاتی ہے اور جن کو اس کا کچھ شعور ہے تو وہ بھی اپنی سمجھ کے مطابق یہ فریضہ ادا کرتے ہیں حالانکہ یہ ایک انتہائی اہم ذمہ داری ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ صحیح معنوں میں تربیتِ اولاد اہل اللہ کی رہنمائی میں کی جائے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر "افاداتِ فاروقی نمبر ۵" صرف بچوں کی تربیت کے متعلق ہے اس میں حضرت اقدس نے بچوں کی تربیت کے سلسلے میں جو ہدایات ارشاد فرمائی ہیں اس کا اندازہ انشاء اللہ مطالعے کے بعد بحسن وخوبی ہو جائے گا۔

آخر میں اپنے حضرت اقدس کا ایک قیمتی ملفوظ پیش خدمت ہے' "فرمایا کہ آدمی لاکھوں روپے رزق حلال چھوڑ کر مرے اس سے کہیں بہتر ہے کہ نیک اور دیندار اولاد چھوڑ کر جائے"۔

حق تعالیٰ شانہ اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور حضرت اقدس کا پر شفقت سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

یکے از خدام
احقر محمد ظریف فاروقی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولاد کی تربیت کے سنہری اُصول

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم ؕ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اس وقت کی ملاقات میں تبادلہ خیال کے طور پر چند باتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

مقصد سفر

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دینی ملاقات ہے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر اور بے حساب احسان ہے کہ بندے کا یہ چوتھا سفر ہے اور آپ کے قدموں میں تیسری بار حاضری ہے' آپ جیسے حضرات کا وقت نکال کر خانہ خدا میں تشریف لانا' اور اس نالائق کو اپنے قدموں میں بیٹھنے کا موقع دینا! بے شک احسان عظیم ہے۔ یہ نالائق اپنی اصلاح کی غرض سے جا بجا حاضریاں دے رہا ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ ثم رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے محبوب خلیفہ حضرت خواجہ عزیز الحسن غوری مجذوب رحمتہ اللہ علیہ نے مسلسل سفر ہی فرمایا۔ اپنے شیخ کے چاہنے والوں کے پاس جا بجا تشریف لے گئے، قریہ بہ قریہ، شہر بہ شہر تشریف لے گئے، اور ایک سال مزید حیات رہے۔ آخری سفر ان کا امرتسر کا تھا۔ حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور وہیں پر شدت کا بخار آیا اور اپنے وطن واپسی پر گئے۔ حضرت مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بھتیجے مولانا عرفان صاحب کو ساتھ بھیجا اور وہ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ان کے گھر پہنچا کر آئے۔ خاصان خدا کا یہ رنگ رہا ہے۔

میرے حضرت نے ایک مجلس میں بلکہ ایک ملاقات میں ارشاد فرمایا کہ مشائخ چشت کا طالبین کے پاس سفر کر کے جانے کا معمول رہا ہے، چنانچہ یہ بھی باہمی ملاقات ہے، اور اس ملاقات میں کوئی خطابت نہیں ہے۔ بلکہ جلال آباد کے ایک فقیر کی صدائیں ہیں۔ وہ صدا لگا کر چلا جائے گا۔ اور تھوڑا سا کان رکھ لینا اس فقیر کی صدا پر۔ خطابت تو خطیب کیا کرتے تھے اور فقیر تو صدائیں لگایا کرتے تھے اور انشاء اللہ یہ صدائیں خالی نہیں جائیں گی۔

دینی مجلس میں شرکت کے آداب

فرمایا:

(دینی مجالس میں حاضری کی غرض و نیت کیا ہونی چاہئے۔ اپنی درستگی و اصلاح' اس نیت سے دینی مجالس میں ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔ کہ جو بات بیان ہوگی اس سے اپنی حالت کو ملا ملا کر دیکھ لیں گے۔ اب جو کجی' کمی' کوتاہی' خامی نظر آئے گی اسی وقت دور کردیں گے۔ کیونکہ فعل کی نسبت ترک آسان ہوا کرتا ہے۔ ترک میں کیا کرنا ہے۔ کچھ بھی نہیں! فعل میں تو کچھ کرنا ہی پڑتا ہے ترک میں تو کچھ بھی نہیں کرنا پڑتا۔)

عزیزان من! برادران اسلام! یہ سیدھی سیدھی سی باتیں ہیں' سیدھی اور سچی باتیں ہیں جو اپنے محبوب مرشد سے سنیں' آگے ایک بات اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالی' کہ ذات باری تعالیٰ نے انسان کو زبان ایک عطا فرمائی اور کان دو عطا فرمائے۔ تو اس پر میرے حضرت کا یہ ارشاد یاد آیا ہے۔ کہ شیخ لسان محض ہو اور مرید گوش محض ہو' یعنی شیخ زبان ہو اور مرید کان اب دیکھئے! کان ایک ہے یا دو؟ دو کان ہیں ایک زبان سے بولنا' اور دو کانوں سے سننا ہوتا ہے اور اگر میں چار ثابت کروں تو پھر کیا انعام دو گے؟ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے ہر انسان کو دو کان اس کے دل میں بھی عطا فرمائے ہیں۔ تو دو کان سر کے اور دو کان دل کے' لیکن زبان ایک ہی ہے' میرے حضرت فرمایا کرتے تھے' ارے شیخ ہمہ قسمی گفتگو

کرنا جانتا ہو اور ماہر فن اور تجربہ کار ہو' بہت خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس کے پاس رہتے ہیں اس سے تعلق رکھتے ہیں بہت خوش نصیب ہیں۔ اور آخری دنوں میں یہ فرمایا کرتے تھے **ایھاالعلماء والطلاب** مجھ جیسے تجربے کار بوڑھے کی ہمیشہ ضرورت رہے گی۔ اور بعد میں تم ہمیشہ یاد کرو گے۔ تو دینی مجالس ماشاء اللہ آپ حضرات کے ہاں ہوتی رہتی ہیں۔ نہ مواعظ کی کمی ہے نہ مجالس کی کمی ہے' بس اللہ تعالیٰ ہماری طلب کی کمی کو دور فرمائے۔

سخت کمی ہے ذوق طلب کی' طلب کامل نہیں ہے
ورنہ جو تم کو تم سے نہ مانگے وہ سائل نہیں ہے

تو عزیزان من! دینی مجالس میں کسی کی نونک پلک دیکھنے کے لئے نہیں جانا چاہئے۔ یہ بات میں پہلے بھی ایک بار یہاں عرض کرچکا ہوں۔ لیکن کبھی جو سننا ہوتا ہے اور بار بار سننے کی برکت سے جب وہ خلوص کے ساتھ سننا ہوتا ہے تو پھر گننا بھی ہوجاتا ہے وہ بات عمل میں آجاتی ہے۔ اصل چیز **استحضار** ہے یعنی بات پر دہیان رکھنا' اور دہیان بھی دھن کے ساتھ رکھنا۔ اور یہ جو دھن ہے یہی تو دھن ہے۔ دھن نہیں جانتے ہو؟ دولت! جی اصل ہماری پونجی تو یہی ہے۔

تو اللہ نے زبان ایک عطا فرمائی اور کان چار عطا فرمائے۔ دل کے کانوں سے سن لو اور اگر اوپر کے کانوں سے سن رہے ہو تو یہ سماعت بھی لائق الف شکر ہے۔ الف سے بڑا تو کوئی عدد عربی میں ہے نہیں اس بات کو

علماء جانتے ہیں۔ تو یہ بات لائق الف شکر ہے۔ اردو والے کہتے ہیں لائق صد شکر ہے۔ تو بڑے سے بڑا عدد کیوں نہ ہو کہ لائق الف شکر ہے کہ ان کانوں سے سن کر دل کے کانوں سے اس بات کو لے کر دل کی تہہ میں اتار لیا جائے۔ بھئی ہماری مختلف باتیں ہوا کرتی ہیں۔ لیکن ربط ایک ہی ہے کہ تعلق مع اللہ حاصل ہو جائے۔ اور وہ جیسے بھی حاصل ہو۔

حضرت مسیح الامت کا سنہری ارشاد

میرے حضرت نے ایک بار فرمایا' ہمارا بچپن سے ہی چونکہ گھر جیسا رابطہ ہے اور جسمانی اولاد کی طرح گھر میں رہے' گھر کے بچے بھی ابا جی کہتے تھے وہی عادت پڑی ہوئی ہے زبان پر' حسب عادت بار بار وہی لفظ آتا ہے۔ تو (حضرت ابا جی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یوں کہتے ہیں لوگ کہ اس کان سے سن کر اُس کان سے نکال دیتے ہیں۔ واہ! واہ! کیا عقل مندی کی بات ہے' ارے اس کان سے سن کر اور پورے دماغ سے گزارتے ہوئے پھر یہاں سے نکالو گے کیا یہ عقل مندی کی بات ہے؟ بلکہ اس کان میں داخل ہی نہ ہونے دو۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ رذائل کے موضوع پر تو انشاء اللہ پھر بات ہوگی۔)

غیبت سے بہت بچنا چاہئے

بڑے دکھ سے فرمایا کرتے تھے کہ غیبت جیسا رزیلہ جو زنا سے زیادہ برا ہے' عوام تو عوام اب تو خواص بھی اس میں مبتلا ہیں۔ اور فرمایا کہ مجلسِ شیخ میں بھی کوئی غیبت ہو تو آئیں بائیں شائیں کرکے وہاں سے اٹھ جائے۔ اپنے آپ کو بچالے۔ اور اس کی ایک مثال اپنے شیخ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی دیا کرتے تھے کہ میرے حضرت نے فرمایا کہ ننھی ننھی پیاری پیاری بارش ہو رہی ہے چھوٹی چھوٹی بوندیں پڑ رہی ہیں۔ پھوار آ رہی ہے۔ لیکن اچانک موسلا دھار بارش ہوئی اور پتھر جیسے برف کے اولے تڑا تڑ پڑنے لگے۔ اب وہاں سے بھاگو گے یا نہیں بھاگو گے؟ علم و عرفان کی باتیں شیخ کے ہاں ہو رہی تھیں اب وہاں غیبت ہونے لگی' تو اگر چہ وہ شیخ ہے لیکن معصیت سے 'گناہ سے' خدا کی نافرمانی سے اپنے آپ کو فی الفور کو بچایا جائے شیخ جانے اور اس کی مجلس جانے۔ وہ تو بشر ہے! کون سا انبیاء میں سے' معصوم تو نہیں ہے' بشریت کے تحت کوئی بات اس سے ہوگئی' لیکن اپنے آپ کو اس لحاظ میں نہ رکھئے کہ غیبت ہو رہی ہے میں کہاں جاؤں! کیا کروں! کیسے بچاؤں! اپنے آپ کو بچالیں۔ خاصان خدا اہل اللہ نے اپنے آپ کو ذکر غیر سے بہت بچایا ہے' اجی ذکر غیر سے تو کجا بلکہ ذکر خیر سے بھی بچایا۔

ایک بزرگ کا عمل

فرمایا

ایک بزرگ تھے وہ کسی کا ذکر ہی نہیں کیا کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ حضرت آپ بالکل خاموش رہتے ہیں؟ فرمایا کہ میں کیا کروں! ذکر خیر کرتے کرتے لیکن کا کانٹا ایسا آجاتا ہے کہ غیبت ہوجاتی ہے لہٰذا میں تو اپنے آپ کو ہر قسم کی گفتگو سے بچاتا ہوں' دیکھئے! اللہ والوں نے کیسی حفاظت کی' تو دینی مجالس کے اندر اصلاح اور درستگی کی نیت سے آنا چاہئے۔ کسی کے نوک پلک دیکھنے کے لئے آنا یہ بات خلاف ادب ہے۔ آپ طالب ہیں! بس آپ محبوب کی باتیں لیں۔ اگر محبوب کی بات نہ ہو تو نہ لیں۔

مولانا روم نے عجیب بات فرمائی۔ کہ عاشق کا مذہب یہ ہے کہ وہ محبوب کی بات کو لے لیتا ہے۔ ماشاء اللہ عاشق ہیں' اہل محبت ہیں' اور جہاں محبوب کی بات ملے لے لیں۔ ناقل کو نہ دیکھیں کہ وہ کالا ہے یا پیلا ہے یا سانولہ ہے' اونچی ناک کا ہے یا نیچی ناک کا ہے' ان باتوں کو دیکھنے کی کیا ضرورت پڑی ہے؟ بس آپ محبوب کی بات لے لیں۔

اور عزیزان من! اسی سلسلے میں کچھ بات ذہن میں ذات باری تعالیٰ نے آپ حضرات کے اقدام مبارکہ کی برکت سے دل میں ڈالی۔ کہ ہم

صحابہ کا دور دیکھتے ہیں تو دو چیزیں ہمیں مبینہ طور پر نظر آتی ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی قیامت تک کے لئے پوری امت کے لئے تعلیم نبوی ہے صلی اللہ علیہ وسلم وہ عجیب وقت تھا کہ عورت کو بھی اگر فکر ہے تو اصلاح و تبلیغ کی! اور مرد کو بھی اگر فکر ہے تو اصلاح و تبلیغ کی! صحابہ کرام میں بچوں کو بھی اگر فکر ہے تو اصلاح و تبلیغ کی' دین کی بات کو پہنچانے کی۔ اور اپنے آپ کو درست کرنے کی۔

بچوں کی تربیت اور حضرات صحابہ کا اہتمام

فرمایا:

اور ایک انتظام صحابہ کا بلکہ صحابیات کا یاد آیا کہ وہ اپنے بچوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بھیجا کرتے تھے۔ ہمیں مختلف سنتیں یاد ہیں لیکن بعض سنتیں ایسی ہیں جو ہمارے استحضار میں نہیں ہیں۔ یا ان سے واقفیت نہیں ہے۔ تو یہ طریق بھی صحابہ کرام کا سامنے رکھنا چاہئے کہ اور سوچنا چاہئے کہ آپ نے اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ اور میں آپ سے باقسم کہتا ہوں کہ حلال کا کروڑوں روپیہ آپ چھوڑ جائیں اس سے کہیں بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے بچے کو دین دار اور نمازی بنا کر جائیں۔ حلال کا کروڑوں روپیہ اتنا مفید اور بہتر نہیں جتنا کہ آپ کی اولاد کا دین دار ہو جانا بہتر ہے۔ فرمایا: اور دین دار کیسے

کہتے ہیں! صرف نماز پڑھنے والے کو اور داڑھی رکھنے والے کو نہیں کہتے۔ بلکہ دین کے پانچ شعبے ہیں۔ عقائد' عبادات' معاملات' معاشرت اور اخلاقیات۔ اور اخلاق کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ اپنانے کا ہے اور ایک حصہ ترک کرنے کا ہے۔ تو دین دار وہ کہلائے گا جو عقائد کے فرائض و واجبات کو بھی ادا کرتا ہو۔ عبادات کے فرائض و واجبات کا بھی پابند ہو۔ معاملات کے فرائض و واجبات بھی اس کے درست ہوں۔ معاشرت بھی اس کی صحیح ہوں۔ اخلاق بھی اس کے اچھے ہوں۔ دین کے پانچوں شعبوں کے اندر جیسا جیسا اسلامی اور شرعی طور پر ایک مسلمان کو آراستہ ہونا چاہئے ان سے وہ پورے طور پر آراستہ ہوں۔ ایسے لوگ دین والے' کامل' متقی ہیں۔ جس کے بارے میں ہمارے اکابر نے کامل فی الدین فرمایا ہے۔ لیکن کامل فی الدین کو بھی صحبت کی ضرورت ہے۔

صحبت صادقہ کی ہر فرد کو ضرورت ہے

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے بس تمہارے اندر صحبت کی طلب ہو۔ باقی صحبت مہیا کرنا ہر دور میں تمہیں صالحین اور صادقین کی صحبت ملنا اس کا ذمہ انہوں نے خود لے لیا ہے۔ یہ ذمہ داری ان کی ہے۔ تو میرے حضرت صادقین کو "راسخ فی الدین" فرمایا کرتے تھے۔ اور متقی کو اور صالح کو

"کامل فی دین" فرماتے تھے یعنی دین پر عمل کرنے والے کو کامل فی الدین فرماتے تھے۔ فرمایا کامل فی الدین بھی راسخ فی الدین کی صحبت سے مستثنیٰ اور مستغنی نہیں ہوسکتا۔ یہ بات اس سے معلوم ہوئی کہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ کے آگے فرمایا اِتَّقُوااللّٰہَ اے ایمان والو! تم متقی یعنی کامل فی الدین بن جاؤ۔ اور اپنی کاملیت کو باقی رکھنے کے لئے وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ جو راسخ فی الدین ہیں ان کی معیت اختیار کرو۔

میں یہ عرض کررہا تھا کہ صحابہ کرام کی زندگی میں مبینہ طور پر دو باتیں پائی جاتی ہیں اصلاح و تبلیغ۔ اور اس میں اہتمام بہت سے پائے جاتے ہیں۔ لیکن ایک خاص اہتمام اطفال اور بچوں کی اصلاح کا پایا جاتا ہے۔ آج ہم اس کی طرف سے غافل ہیں۔ کئی واقعات ہیں آپ اطفال صحابہ کے واقعات حیات صحابہ میں دیکھ لیجئے اور بھی کتابیں ہیں جو عربی میں ہیں۔ ان واقعات میں سے آپ حضرات حسنین کی تربیت کو دیکھئے۔ یہ تین بھائی ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت محسن رضی اللہ عنہ جو صغر سنی کے اندر وصال فرما گئے تھے۔ یعنی حضرت فاطمۃ الزہرہ تربیت کی غرض سے بار بار بچوں کو اپنے دونوں بیٹوں کو، دونوں شہزادوں کو آپ کی صحبت پاک میں بھیجتیں۔

حضرت انس کا بچپن

ام انس مجھے یاد آتی ہیں۔ ام انس کی تعریف فرمائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انس کی والدہ بہت عقل مند ہیں! بہت سمجھدار ہیں! اور سمجھداری دیکھئے کہ انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی آٹھ سال کے ہیں اور آٹھ سال کی کیا عمر ہوتی ہے۔ لیکن ان کی تربیت کیلئے اور ان کی اصلاح کے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کرتی ہیں۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خدمت میں میرے انس کو قبول فرما لیجئے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت

دیکھیئے ان باتوں سے ہمیں کچھ حاصل کرنا چاہئے اور اخذ کرنا چاہئے۔ اس بے شر کے زمانے کے اندر جب اتنا اہتمام کیا ہے بچوں کی تربیت و اصلاح کا! آج تو شر القرون ہے خیر القرون تو نہیں ہے۔ کس قدر اپنے بچوں کی تربیت و اصلاح کا ہمیں اہتمام کرنا چاہئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت محضہ تھے آپ نے ام انس کی درخواست کو قبول فرمایا۔ اور انس ابن مالک کو اپنی خدمت میں رکھنا پسند فرمایا۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ اور کتنے سال خدمت مبارکہ میں رہے؟ دس سال رہے۔ کیا

دس سال میں ناگوار واقعات پیش نہیں آئے؟ پیش آئے ہیں۔ انس ابن مالک کی طرف سے کئی باتیں ایسی پیش آئیں کہ ازواج مطہرات نے شکایات کیں۔ لیکن آپ کی شان بڑی عجیب ہے آپ کی شان وراء الوراء ہے آپ نے ناگوار باتوں پر یہی فرمایا کہ مقدر میں اگر کوئی اور بات ہوتی تو وہ ہوجاتی اس کو کچھ نہ کہو جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔

انتہائی بچپن میں' آٹھ سال کی عمر میں کئی واقعات ایسے پیش آئے۔ **مثلاً** ایک بار آپ نے کسی ضرورت سے انس ابن مالک کو بھیجا! کافی دیر ہوگئی' واپس نہیں آئے۔ آپ بازار کی طرف دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ چند لڑکوں کے ساتھ آپ کھڑے ہوئے ہیں اور کوئی کھیل بچوں کا دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے پیچھے سے جا کر ان کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ پیچھے سے آکر کسی کی آنکھیں میچ دینا' دوسرے کو گھبراہٹ اور دہشت میں مبتلا کرنا یہ مناسب نہیں ہے۔ بہت آرام سے شانے پر ہاتھ رکھا پیچھے سے! انہوں نے پلٹ کر دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے حالانکہ یہ موقع بظاہر اگر دیکھا جائے تو خفا ہونے کا تھا اور ناراض ہونے کا تھا۔ لیکن آپ ہنس رہے تھے اور بڑی مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا کہ انس! میں نے تمہیں جہاں ابھی بھیجا تھا وہاں جا رہے ہو نا! انس ابن مالک فوراً" وہاں چلے گئے کام کرکے واپس لوٹے۔ اس واقعے کو بیان کرکے سیرت کی روایات میں ہے اور سیرت کی کتابوں میں ہے کہ حضرت

انس رویا کرتے تھے کہ کس قدر آپ کے اوپر شفقت فرمائی۔

عزیزان من! آج بھی مسئلہ حل ہو سکتا ہے' تربیت ہو سکتی ہے' طالبین باخدا بن سکتے ہیں باخدا حضرات کی صحبت میں رہ کر۔ لیکن اگر ان پر شفقت کی جائے۔ میرے حضرت کے مرض الوفات کا زمانہ تھا اور ہم نے ان سے سوال کیا کہ حضرت اب طالبین کے ساتھ کیا معاملہ رکھا جائے۔ دو بار فرمایا۔ نری شفقت! نری شفقت! دو بار یہ ارشاد فرمایا۔

اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ انسان جب کسی کی خدمت میں لگتا ہے تو خدمت سے خدا مل جاتا ہے۔ اور خدا بھی ملتا ہے اور خدمت کی برکت سے عمر بھی اس کی طویل ہو جاتی ہے۔

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو انس ابن مالک کی عمر اٹھارہ سال ہے اور جب انس ابن مالک کا وصال ہوا تو انس ابن مالک کی عمر ایک سو بیس سال ہے' ایک سو دو سال تک مسلسل اصلاح و تبلیغ کے فریضے کو انجام دیا۔ اور دین کے کام میں لگے رہے۔

سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ ،،

صحابہ میں حضرت سلمان فارسی بھی ہوئے۔ ان کے بارے میں احادیث میں بہت سی باتیں آتی ہیں۔ کہ انہوں نے عیسیٰ ابن مریم کا آخری

وقت دیکھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دیکھا۔ کتب سیرت میں یہ روایت بھی ملتی ہے۔ اور اس پر تو تقریباً" سب متفق ہیں کہ سلمان فارسی کی ڈھائی سو سال کی عمر ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ڈیڑھ سو سال کے تھے اور سو سال مزید زندہ رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کی بڑی دلجوئی فرمائی۔ صراحتہ" تو میں نہیں کہتا لیکن مجھے ایسا لگتا ہے ان ارشادات کے اندر غالباً" آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان کی قوم کسی نہ کسی زمانے میں ہدایت پر آجائے گی۔ ان کی جرات اور جواں مردی کی تعریف فرمائی۔

اور ایک ارشاد تو بڑے غضب کا ہے آپ نے فرمایا **سَلْمَانُ مِنَّا اَہْلَ البیت** عراق میں ان کی مسجد میں حاضر ہوں تو مسجد کے ایک گوشے میں ان کا مزار ہے ماشاء اللہ یہ روایت مسجد کے ہر دروازے پر لکھی ہوئی ہے۔ **قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْمَانُ مِنَّا اَہْلَ الْبَیْتِ** ارے سلمان تو ہمارے گھر کا آدمی ہے' سلمان تو اہل بیت میں سے ہے ہمارے گھر کا آدمی ہے۔ جیسے ہمارے پنجابی کہتے ہیں "ساڈا بندہ اے" یعنی اپنا ہی آدمی ہے باہر کا آدمی نہیں ہے۔ بلکہ خاندان نبوت کا ایک فرد سلمان ہے۔

عزیزان من! صحابہ کرام نے اپنے بچوں کی تربیت پر بہت زور دیا۔ اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ اس کے بعد تابعین کے واقعات ہیں' تبع تابعین کے واقعات ہیں' پھر ہمارے اکابر کے یہاں کے واقعات ہیں۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے ملفوظات میں بھی بہت جگہ یہ بات موجود ہے کہ بچوں کی تربیت پر پوری توجہ دینی چاہئے اور بچوں کی سالانہ تعطیلات اگر ممکن ہو اور وہ سفر کے قابل ہوں اور سفر کرا سکتے ہوں تو کسی باخدا کی خانقاہ اور دارالتزکیہ میں ان کو بھیج دینا چاہئے۔

مدارس اسلامیہ میں "دارالتزکیہ" کی ضرورت

میری زبان سے لفظ نکلا "دارالتزکیہ" پچھلے دنوں کئی ملکوں کا سفر توفیق الٰہی اپنے حضرت کی برکت سے نصیب ہوا۔ اور بڑے بڑے مدارس میں جانے کا بھی شرف حاصل ہوا' گو میں اس قابل نہیں ہوں۔ لیکن ایک بات میرے دل میں آئی میں نے علماء کی خدمت میں پیش کی کہ بھئی دارالتجوید بھی آپ کے یہاں ہے' دارالادب بھی ہے۔ دارالتفسیر بھی ہے۔ دارالحدیث بھی ہے۔ ایک چیز نص سے ثابت ہے اس کے لئے دارالتزکیہ نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ شیخ کامل ہر مدرسہ میں تو کوئی ہے نہیں' انہوں نے یہ اشکال پیش کیا۔ میں نے کہا شیخ کامل کی ہر جگہ ضرورت نہیں ہوتی۔ اتنے شیخ کہاں سے لے کر آؤ گے۔ لیکن شیخ التفسیر تم کہتے ہو۔ شیخ القرآن کہتے ہو' شیخ الادب کہتے ہو اور شیخ الحدیث کہتے ہو۔ اگر کال پڑ گیا ہے تو ایک شیخ الطریق کا ہی کال پڑھ گیا ہے۔ چلو مانا ہم نے آپ کی بات کو کہ شیخ الطریق

آپ کے ہاں نہیں ہے۔ لیکن دارالضیافہ یعنی مہمان خانہ آپ مدرسہ میں قائم کرتے ہیں یا نہیں کرتے؟ آپ اسی مہمان خانہ کا نام دارالتزکیہ رکھ دیں۔ اور اللہ کا شکر ہے میں ایسا دارالتزکیہ بنگلہ دیش میں دیکھ کر آیا ہوں دارالضیافہ مہمان خانہ کا نام آپ دارالتزکیہ رکھ دیں۔ اس میں جائے نماز رکھئے' تسبیحیں لٹکا دیجئے۔ قرآن مجید رکھئے۔ مناجات مقبول' حصن حصین' الحزب الاعظم اور اوراد کی کتابیں' ملفوظات و مواعظ' اکابرین دیوبند کی سوانح حیات' آپ یہ چیزیں رکھئے اور اپنے مہمان کو وہیں سلائیے۔ اور اس سے کہئے کہ بھئی تہجد میں آپ اٹھیں تو یہ جائے نماز اس طرف بچھالیں۔ قبلہ اس طرف ہے۔ یہاں استنجا کا انتظام ہے' یہاں وضو کا انتظام ہے۔ بس دارالتزکیہ مکمل ہوگیا۔ ارے بھئی کچھ تو وہ کرے گا' قرآن مجید کی تلاوت کرے گا۔ تسبیح فاطمی ہی پڑھ لے گا لہٰذا آپ دارالضیافہ کو دارالتزکیہ بنا دیجئے۔

میں ڈھاکہ گیا اور تین سفر وہاں کے ہوئے ہیں۔ لیکن پہلے سفر کی بات عرض کرتا ہوں۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا محمد اللہ صاحب المعروف حافظ جی حضور رحمتہ اللہ علیہ نے بندے کو شفقت کی بناء پر بلایا۔ اور تو کوئی غرض نہیں تھی یاد فرمانے کے لئے۔ جیسے بڑے اپنے چھوٹوں کو قریب بلالیا کرتے تھے۔ تو شہر میں ان کا ایک بڑا جامعہ ہے جامعہ قرآنیہ شاہی مسجد لال باغ۔ اور آپ کی معلومات کے لئے عرض

ہے کہ یہ وہ جگہ ہے کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں قیام فرمایا اور اسی مسجد میں نمازیں ادا کی۔ اور تقریباً" حضرت مدنی اور دیگر اکابر بھی سب یہاں تشریف لائے۔ اور سلہٹ میں شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کا رمضان تو بہت مشہور ہے۔ آج تک لوگ اسے یاد کرتے۔ تو ڈھاکہ میں بوڑھی گنگا سے قریبی فاصلے پر ایک جگہ ہے کمرنگی چل جس کو اب لوگ اشرف آباد بھی کہتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے نام نامی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ پرانا نام اس کا کمرنگی چل ہے وہاں پر ایک بہت بڑا مدرسہ ہے جس کو حضرت حافظ جی حضور نے قائم فرمایا ہے جس کا نام مدرسہ نوریہ ہے میاں جی نور محمد صاحب جھنجانوی رحمتہ اللہ علیہ کے اسم گرامی پر نام رکھا گیا ہے میں جب وہاں حاضر ہوا تو مختلف دار دیکھے' فلاں دار' فلاں دار اور ایک دار دیکھا جس پر ماربل کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ اور اس پر لکھا ہوا تھا دارالتزکیہ 'بڑا دل خوش ہوا اور بڑے سلیقے سے بنایا ہوا تھا۔ پانچ کمرے ادھر' پانچ کمرے ادھر' پیچھے ہوا کے لئے کھڑکیاں ہیں اور اندر کی طرف دروازے ہیں اور اوپر جانے کے لئے زینہ ہے اور ان پانچ کے اوپر پانچ مزید کمرے پہلی منزل میں ہیں اور اسی طرح بائیں طرف بھی پانچ کی قطار اور پانچ کمرے مزید پہلی منزل میں ہیں اس طرح کل نیچے اوپر بیس کمرے ہیں' چھوٹے چھوٹے سے ہیں ایک میں دو آدمی بہت آرام سے اپنا سامان رکھ کر اللہ اللہ کرسکتے ہیں۔ بہت دل خوش

ہوا۔ اور اس کے بارے میں کچھ معلومات بھی حاصل ہوئیں۔ اسی وقت سے ذہن بنا کہ ہمارے مدارس میں بھی جہاں مختلف دار ہوتے ہیں وہاں دارالتزکیہ بھی ہونا چاہئے۔ اور کچھ نہیں تو بھئی دارالضیافہ کو دارالتزکیہ قرار دے دو۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

تو بھئی ہمارے بزرگوں کے ہاں بھی خاص طور پر بچوں کی تربیت کا اہتمام پایا جاتا ہے۔ ہم نے اپنے حضرت کے یہاں بہت چھوٹے چھوٹے بچوں کو دیکھا جو حضرت کے پاس آتے رہتے تھے' حضرت ان کو اٹھنا بیٹھنا سکھلاتے تھے' ہاتھ دھلواتے تھے۔ وضو کا طریقہ بتلاتے تھے اور ماشاءاللہ ان ہی بچوں میں سے کتنے ہی بچے بڑے ہو کر صاحب نسبت اور صاحب سلسلہ ہوگئے۔ اللہ کا شکر ہے۔ لہٰذا بزرگوں کی خدمت میں رہنا چاہئے اور جانا چاہئے۔ اور نیت وہی ہو جو میں نے دینی مجالس میں جانے کے لئے شروع میں عرض کی تھی۔

اہل اللہ کی صحبت میں اصلاح کی غرض سے رہنا چاہئے

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک آدمی دس سال رہا۔ اب اس نے کہا کہ حضرت میں اجازت چاہتا ہوں! حضرت کو بڑا تعجب ہوا کہ دس سال رہنے والا ایک شخص واپس جا رہا

ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ بھئی کیا بات ہے جواب دیا کہ نفع نہیں ہوا۔ اور آج جیسا وہ زمانہ تھا نہیں تو حضرت نے پوچھا کہ بھئی یہاں رہنے کی تمہاری غرض کیا تھی۔ کہ بھئی یہی غرض تھی کہ جس طرح لوگوں کو آپ فیض پہنچا رہے ہیں۔ میں بھی اس طرح فیض پہنچایا کروں گا۔ لیکن وہ غرض میری پوری نہ ہوئی۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ بڑے درجہ کے آدمی تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ بھائی اب آپ کا جانا ہی بہتر ہے اور اب آپ کے جانے پر کوئی افسوس نہیں ہے۔ آپ اپنی اصلاح کی غرض سے نہیں آئے تھے بلکہ مقتدا بننے کی غرض سے آئے تھے۔

تو عزیزان من! یہ انداز بھی بہتر نہیں ہے۔ فرمایا: اپنے آپ کو مٹانا چاہئے اور جتنا آپ مٹائیں گے انشاء اللہ کچھ نہ کچھ آپ پالیں گے۔ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے انا کو فنا کرو۔ اور جب تک انا کو فنا نہیں کرو گے حقیقی فنا جو کہ مطلوب ہے وہ حاصل نہیں ہوگی۔ اور وہ فنا جو کہ مطلوب ہے وہ جب حاصل ہو جاتی ہے جب انا کو فنا کردو گے اجی وہ فناء کیا ہے بلکہ وہ بقاء ہے۔

جیسے ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی پوچھے کہ طریق میں لگ کر اس نے کیا پایا۔ فرمایا جواب یہ ہے جتنا مٹایا اتنا پایا۔ نہیں مٹایا تو نہیں پایا۔ اجی مٹانا کیا ہے؟ پانا ہے۔ پانا کیا ہے؟ مٹانا ہے۔

عزیزان من! امراض جسمانی اتنے خطرناک نہیں جتنی روحانی

بیماریاں خطرناک ہیں یہ ہماری نادانی کی بات ہے کہ ہم مرنے والے ہیں عمریں ہماری بیتتی جارہی ہیں اور اختتام کے قریب پہنچ رہی ہیں۔ ہائے افسوس! ہمیں اس بات کا دکھ ہی نہیں ہے۔ کہ باطن میں کینسر لگا ہوا ہے اور ٹی بی لگی ہوئی ہے۔ روحانی طور پر ہم بیمار ہیں سوچ بوجھ ہماری کام نہیں کررہی ہے بصیرت کے اعتبار سے ہم اعمیٰ اور اندھے ہیں۔

کیا عجیب بات فرمائی میرے مسیحا نے۔ فرمایا! وہ نابینا' نابینا نہیں جس کے ہاتھ میں بینا کا دامن ہو۔ وہ اندھا' اندھا نہیں جس کے ہاتھوں میں بینا کا دامن ہو جس کی آنکھیں روشن ہوں ایسے کا دامن ہاتھ میں رکھئے۔ آپ اس بات کی فکر کیجئے اور آپ استحضار کے ساتھ' دھیان کرکے بیٹھئے اپنی کمی کوتاہی پر نظر رکھیئے کہ میں دنیا سے جانے والا ہوں میری زندگی ختم ہونے والی ہے اور حقیقت یہی ہے۔

موت کی تیاری

علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا! عزرائیل علیہ السلام ہر انسان کے گھر کے دروازے کے آگے سے روزانہ گزرتے ہیں اور کہتے ہیں! اے ہنسنے والو! اے غفلت میں پڑے ہوئے لوگو! اپنی فکر کرو عنقریب تمہارا واسطہ مجھ سے پڑنے والا ہے۔ اور کوئی جوانی اور صحت

نہیں رہے گی۔ ساری پہلوانی موت کے آگے نڈھال جاؤ گے۔

جو کھیلوں میں تو نے بڑکپن گنوایا
تو بدمستیوں میں جوانی گنوائی
اور اب وقت پر بڑھاپا گنوایا
تو پھر یوں سمجھ تو نے زندگانی گنوائی

اور فرماتے ہیں۔

چھوڑ مینا و جام کی باتیں
اب ہوں گی پیری میں کام کی باتیں
پتہ کی سناتا ہے مجذوب باتیں
یہ بے خبریوں میں خبرداریاں ہیں

بڑے محسن ہیں ایسے لوگ جو ہماری غفلتوں کا ازالہ کرنے کے لئے تیار ہیں ہماری غفلتوں کو بھسم اور ختم کرنے کے لئے تیار ہیں ہمیں ایسے خاصان خدا کا دامن مضبوطی سے تھام لینا چاہیئے۔ میں نے ابھی اپنے ایک لندن کے سفر میں عرض کیا تھا۔ کہ کیا ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے بیٹھے ہو۔ یہ علامت ہے ناکامی کی یا بے کامی کی۔ ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے بیٹھنا علامت ہے ناکامی کی یا بے کامی کی۔ ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلو' کھولو دونوں ہاتھوں کو کسی اللہ کے مقبول کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلو پھر دیکھو کامیابی ہی کامیابی ہے

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے اہتمام سے ہوگی
فکر کے التزام سے ہوگی

کامیابی کا گر' ذکر و فکر

فرمایا: حضرت فرمایا کرتے تھے کامیابی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں ذکر و فکر۔ اصل کامیابی ذکر و فکر کے اندر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذاکرین میں سے کر دے۔ اور فکر دین' فکر عقبیٰ' فکر آخرت اللہ پاک ہمیں نصیب فرمائے۔

ہو رہی ہے عمر مثل برفت کم
چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بہ دم
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں

یہ جی لگانے کی دل لگانے کی جگہ ہے۔ توبہ کرو اس بات سے۔ جس نے بھی دل لگایا اس بات سے وہ مارا گیا۔ یہ دنیا ہے۔ یہ سب کو بے گار کر کے

جائے گی۔ دنیا کی آب و تاب رنگ و روپ بڑھتا جائے گا۔ آپ اپنی فکر کریں۔ یہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ ساری سنتیں آپ کو یاد ہیں لیکن موت کی سنت کیا آپ کو یاد نہیں ہے۔ موت بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے آپ کو موت کا اختیار نہیں دیا گیا؟ لیکن آپ نے اس اختیار کو اختیار نہیں فرمایا آپ نے رفیق اعلیٰ اور محبوب اعلیٰ کو اختیار فرمایا۔ دنیا سے جانا پسند کیا۔ آپ تندرستی کے زمانے میں گئے۔ اس زمانے میں تریسٹھ سال کی عمر کیا ہوتی تھی! کچھ بھی نہیں ہوتی تھی۔ ساٹھ ستر سال کا آدمی پٹھا اور جوان ہوتا تھا ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا کے سولہ ہزار مردوں کی جسمانی طاقت عطا فرمائی۔ عجیب عجیب آپ کے معجزات ہیں۔ عجیب عجیب آپ کی باتیں ہیں۔ لیکن حیرت کی بات ہے امت کی خاطر پہلے جانا پسند فرمایا۔

یاد رکھیئے اللہ کے لئے اللہ کی جانب سے جب موت آئے یہ بھی سنت ہے۔ یہ بھی آپ کی سنت ہے۔ لہٰذا اس سنت کو بھی یاد رکھئے گا۔ اور اس سنت کی بھی تیاری کیجئے گا۔ موت سنت ہے اور موت بڑھیا چیز ہے۔ اسی لئے اس کو تحفہ فرمایا۔ **تحفتہ المومن الموت** موت **فضیلت** کی چیز ہے۔ اس کا الف لام بتا رہا ہے۔ **تحفتہ المومن** مومن کے لئے بہترین ہدیہ ہے بہترین گفٹ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس کی پہچان

فرمایا یاد رکھیئے انس مع اللہ کی پہچان کیا ہے۔ اللہ کے ساتھ مانوس ہونے کی پہچان کیا ہے؟ اللہ کے ساتھ مانوس ہونے کی پہچان یہ ہے دنیا کی کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو' دنیا کی کسی چیز میں فانی چیز میں ہمارا دل پھنسا ہوا نہ ہو۔ یہ انس مع اللہ کی پہچان ہے۔ اللہ کے ساتھ ہماری طبائع اور ہماری ارواح مانوس ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مقام انس عطا فرمائے۔ اپنے ساتھ مانوس کرلے۔ آگے جانے کی تیاری کرنی چاہئے۔ غفلت میں دن نہیں گنوانے چاہئیں۔ غفلت تو ذکر کی ضد ہے۔ جب آدمی غافل ہوتا ہے ذاکر نہیں ہوتا۔ ذاکر رہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذاکرین میں رکھے۔ بچوں کی تربیت اور بچوں کی اصلاح کی فکر کیجئے۔ اللہ والوں کی مجالس میں' علماء کے درسوں میں ان کو لے جایا کریں۔ بشرطیکہ وہ سفر کے قابل ہوں۔ اور آپ سفر کرانے کے قابل ہوں تو کسی باخدا کی خانقاہ میں چالیس دن کے لئے ہر سال بھیجا کریں۔ انشاء اللہ کایا پلٹ جائے گی۔ آپ قبر میں بھی مجھے جا کر دعائیں دیں گے۔ کہ وہ مسافر کیا بات کہہ گیا۔

بچوں کی تربیت کے لئے ایک نہایت سہل تدبیر

فرمایا بچوں کی تربیت پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اور بچوں کی

تربیت کس طرح سے ہوگی دوستی کرنے سے ہوگی' بچوں سے دوستی پیدا کیجئے۔ آپ دوست تلاش کرتے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے! اللہ نے اگر آپ کو چار بیٹے دیئے ہیں! ارے بیٹے دوست ہیں آپ کے۔ بچوں کے ساتھ دوستی کیجئے۔ ان کو اپنا دوست بنایئے۔ دوستانہ رویہ ان سے قائم کیجئے۔ سختی کا رویہ نہیں چلے گا۔ بیوی کے ساتھ تعلقات خوشگوار رکھئے۔ زن و شوہر کے تعلقات' میاں بیوی کے تعلقات جتنے بہتر ہوں گے یاد رکھئے اس کا رزلٹ اولاد کی تربیت کے سلسلے میں بہت اونچا آئے گا۔ آپ کسی کے بچے دیکھ لیں۔ اگر آپ تجربہ کار ہیں تو اندازہ کرسکتے ہیں کہ میاں بیوی کے تعلقات کیسے ہیں۔

اپنے بچوں کے ساتھ' اگر مباحات کے ساتھ بھی گزارہ ہو تو گزارہ کرنا چاہئے۔ وہ مباحات وسیلہ اور سبب بن جاتے ہیں عبادات کا۔ وہ مباحات وقایہ بن جاتے ہیں۔ معصیت سے اور خدا کی نافرمانی سے۔ ایسے مباحات کے ذریعے انسان خدا کی نافرمانی سے بچ جاتا ہے۔ اپنے بچوں کے ساتھ کبھی جائز سیرو تفریح کا اہتمام کرلیا کریں۔ کسی مناسب جگہ سفر کا اہتمام کرلیا کریں۔ کبھی گھر میں۔ چھٹی والے دن اور رخصت والے دن کھانے پکانے میں لگ جایا کریں۔ ہمارے دادا مرحوم اللہ تعالیٰ ان کو بخشے۔ اور ہمارے گھرانے میں یہ انہی کا لگایا ہوا ایک سلسلہ ہے' کہ میں بہت چھوٹا سا

تھا۔ علماء اور مشائخ کی مجالس میں مجھے لے جایا کرتے تھے۔ یہ برطانیہ کے زمانے کی بات ہے۔ حتی کہ میں اتنا چھوٹا ہوتا تھا کہ مجھے گود میں اللہ والوں کی مجلس میں لے جاتے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ مجلس دل' دماغ میں جم گئی' بیٹھ گئی اور بچے کا دل قرطاس ابیض اور وائٹ پیپر کے مثل ہوتا ہے اس پر جو چیز بھی نقش کی جائے گی وہ ہمیشہ کے لئے نقش ہو جائے گی۔

فرمایا: میرے حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے سوتے بچے کو جاگتا سمجھو۔ اگر آپ کو کچھ بات چیت کرنی ہے تو کہیں اور جا کر کرو۔ سوتے بچے کے پاس نہ کرو۔ سوتے بچے کو جاگتا سمجھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری کوئی حرکت اس وائٹ پیپر پر پرنٹ ہو جائے۔ قرطاس ابیض پر چھپ جائے۔

تو عزیزان من! اس عاجز مسافر کے یہ تھوڑے سے معروضات ہیں۔ بالخصوص لب لباب و خلاصہ یہ ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کا اہتمام کیجئے۔ حقیقی چین و سکون آپ کو تب حاصل ہو گا۔ ورنہ اگر یہ اولاد فتنہ بن گئی! یہ اموال فتنہ بن گئے۔ تو زندگی آپ کی مصیبت میں کٹے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم و بصیرت عطا فرمائے۔ توفیق اور تیسیر عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچوں کی تربیت

حصہ اول

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ○
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید والفرقان الحمید۔
یا یھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ

موضوع سخن

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اپنی بچیوں' اور بیٹیوں کے سامنے چند ضروری باتیں اصلاح کی غرض سے پیش کرنی ہیں۔

بچوں کی تعلیم اور تربیت بچوں کو علم دین سکھلانا
اور دین پر صحیح عمل کرکے دکھلانا اور عمل کا صحیح جذبہ اور شوق ان میں پیدا کرنا

اس کا تعلق سب سے پہلے اس کے گھر سے ہے' ماں باپ کی گود سے ہے' ماں باپ' عزیز و اقارب بچوں کو جس طرح چاہیں' جس سانچے میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں' جس رنگ میں چاہیں' رنگ سکتے ہیں۔

بچے کا سنوارنا اور بچے کا بگاڑنا دونوں کا تعلق اپنے گھر کی تربیت سے ہے۔

بچے کی فرمائش پورا کرنے کا اصول

فرمایا میرے حضرت فرمایا کرتے تھے بچہ جب فرمائش کرے' کوئی چیز مانگے'

اگر وہ چیز دینا ہے تو فوراً" دے دو' اگر وہ چیز دینے کے قابل ہے اور بچے کے لئے مفید بھی ہے' تو دے دو دیر مت کرو' بچے کو ضدی مت بننے دو' اور کسی وجہ سے آپ نے انکار کردیا۔ تو انکار پر جمے رہو' قائم رہو' اب اگر وہ لاکھ کوشش کرے' وہ چیز مت دو اس طرح آپ کا بچہ ضدی نہیں بنے گا۔ اور اگر غلط طریقے سے' غلط تربیت سے بچے کو آپ نے ضدی بنا دیا تو زندگی بھر کے لئے مصیبت ہو جائے گی۔

بچے کو ضدی مت بننے دو

فرمایا: ہمارے حضرت کا اس پر بڑا زور تھا۔ کہ لڑکا ہو یا لڑکی اس کو ضدی مت بننے دو جو لڑکا ضدی ہو جاتا ہے۔ آگے جا کر وہ ماں باپ کا بہت باغی اور نافرمان بنتا ہے' اور اسی طرح جو بچی ضدی ہوتی ہے۔ توبہ! توبہ! ایسی ایسی ضدن ہوتی ہیں۔ کہ ساری ساری رات ضد کے مارے دیوار کے ساتھ کھڑی رہتی ہیں اور ہٹانے کے باوجود باز نہیں آتیں' اور بالغ ہونے کے بعد' جب وہ شوہر کے پاس جاتی ہیں۔ نکاح ہو جاتا ہے تو شوہر کی زندگی تباہ و برباد کردیتی ہیں۔

رشتہ طے کرتے وقت دیکھنے کی چیز

فرمایا: اباجی یہ بھی فرمایا کرتے تھے (میرے پیر و مرشد نور اللہ مرقدہ) کہ لڑکے کا جب رشتہ تلاش کرو تو وہاں خاص طور پر یہ بات دیکھ لو کہ لڑکی

ضدن نہ ہو' اگر وہ ضدن نہیں تو زمین ہموار ہے' اس کو جس سانچے میں جتنا بھی چاہو ڈھال لوگے۔

دین دار بنا لوگے۔

وہ تمہاری مذاق آشنا' مزاج آشنا ہو جائے گی۔

لہٰذا بچوں کو ضدی مت بناؤ

اس میں زیادہ ذمہ داری والدین کی ہے' اور والدین میں سے زیادہ' ذمہ داری ماں کی ہے۔

ایک اس بات کا خیال رکھیں کہ "لڑکا ہو یا لڑکی وہ ضدی نہ ہونے پائے' ورنہ..... پریشانی بہت زیادہ ہو جائے گی۔

بچے کی ضد کا انجام بد

ہمارے خاندان کا ایک واقعہ ہے' اس قصے میں سارا گھر تباہ ہو گیا۔ ہمارے ایک خاندانی قریبی عزیز تھے۔ ان کا لڑکا ضد کرتا تھا' اور یہ ضد کو پورا کرتے تھے' دکان سے اس نے کوئی چیز مانگی' تو وقتی طور پر انکار کر دیا۔ اس نے ضد کی اور پیر زمین پر ملنا شروع کئے' رونا شروع کیا' رو' رو کے آنکھیں سجالیں..... ضد پوری کر دی۔

میں نے خود دیکھا' کہ یہ حالت ہو گئی ضد پورا کرنے کی۔ سردی کی رات ہے' رات دو بجے اس نے کہا' کہ مجھے گلاب جامن چاہئے' بالوشاہی

چاہئے‘ اور گھر میں ہے نہیں‘ تو زمانہ ایسا تھا کہ مسلمانوں کا رعب تھا‘ پاکستان ابھی بنا نہیں تھا‘ تو لالہ جی کو جا کے گھر سے اٹھایا‘ اور ان سے کہا کہ ”چابی لے لو“ حلوائی کی دکان کھلوائی اور وہاں سے گلاب جامن اور بالوشاہی لے کے گھر آئے۔ اور بچے کی ضد پوری کی۔

توبہ! توبہ! خدا کی پناہ..... اس قدر وہ بچہ ضدی ہوگیا کہ جناب! غلط تربیت کی وجہ سے تعلیم سے بھی رہ گیا۔ اور وہ لوگ پھر ہجرت کر کے بہت بعد میں سکھر آگئے تھے۔ اور اباجی سے لڑکے کے والد کی ملاقات ہوئی تھی۔ بے چارے اتنا پریشان ہوئے‘ اتنا پریشان ہوئے‘ الٰہی توبہ! میں آپ کو کیا سناؤں؟ بالآخر اس بچے کی غلط کاریوں کی بناء پر انہوں نے تیزاب پی کر خودکشی کرلی۔

یہ بات میں نے حضرت کی خدمت میں رکھی‘ اور حضرت تعزیت کے لئے بھی تشریف لائے۔ اس وقت حضرت والا کا قیام سکھر ہی میں تھا تو ان کی تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب حضرت کو پتا چلا تھا کہ انتقال ہوگیا ہے۔ تو فرمایا کہ ”غلط تربیت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ صرف اولاد کی زندگی تباہ نہیں ہوتی‘ ماں باپ بھی تباہ ہوجاتے ہیں“۔

بچے کو ضرورت کی اشیاء دینے کا اصول

فرمایا (اس مسئلے پر ہمارے حضرت بڑا زور دیتے تھے کہ قلم‘ پنسل‘ کاغذ‘ کاپی

اسکول کی مدرسہ کی کتابیں' پہننے کے کپڑے' کھلونے' جائز کھلونے.....ہاں! تصویر دار' جاندار کی تصویر والے کھلونے نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ تمام چیزیں جو ہم بچے کو دیتے ہیں۔ اس کو برتنے کے لئے دو' اس کی ملک مت کرو' اس کا مالک مت بناؤ' ایک تو ہے وہ نابالغ' آپ نے بنا دیا ہے مالک' جب مالک بنا دیا تو اس سے وہ چیز لے نہیں سکتے۔ کسی اور بچے کو دے نہیں سکتے' بچہ ہو گیا بڑا۔ وہ چیزیں' وہ کپڑے غیر ضروری ناکافی اور چھوٹے پڑ گئے اور آپ اس سے لے کر اس کے دوسرے چھوٹے بھائی کو دینا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ تو بالکل ناجائز ہے' اور قطعاً" اس کی اجازت نہیں ہے' کیوں آپ نے ملک کیا؟ کیوں آپ نے مالک بنایا؟ لہٰذا جو چیز بھی دو اس کا مالک مت بناؤ۔

جیسے بچے کے ہاتھ میں ہم کوئی چیز دیتے ہیں' اور وہ چیز بچہ کھا رہا ہے' اور وہ چیز ہم نے اس کی ملک کر دی' آگے ہم نے منہ پھاڑ دیا کہ لا منا! ہمارے منہ میں بھی ڈال دے۔ تو (دادا) ابا جی فرماتے تھے کہ "نہیں کھانے کی چیز بھی دو تو اس ارادے سے دو کہ جتنی کھا لے گا' کھا لے گا' جو بچا دے گا' وہ ہماری ہے۔ اس کی ملک ہی کوئی چیز نہ کرو۔ جب ملک نہیں کھا رہا ہے' اور آپ نے منہ کھول دیا کہ لا منی! ہمارے منہ میں بھی ڈال دے' تو منی نے آپ کے منہ میں بھی ڈال دیا' تو وہ جائز ہو گیا۔ اگر وہ چیز بالکل ملک کر دی' اور اس کو مالک ہی بنا دیا۔ تو پھر آپ منہ پھاڑ کے نہیں کہہ سکتے کہ لا منی! لا

منے! ہمارے منہ میں بھی ڈال دے۔

بھائی خالص اور معیاری دین داری پیدا کرنے کے لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ اپنے بزرگوں کی تعلیمات پر پورے طور پر عمل کرے اس میں بڑی عافیت رہتی ہے' آپ بچے کو چیز برتنے کے لئے' استعمال کے لئے دیں' بچہ بڑا ہوگیا' کپڑے چھوٹے ہوگئے' اس کے چھوٹے بھائی کو پہنا دیئے۔ کیونکہ آپ نے مالک نہیں بنایا تھا۔

جب ترکہ تقسیم ہوتا ہے' مفتی صاحب تشریف فرما ہیں۔ تو نابالغ کے مال میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا' اور ولی کو اس کی نگرانی کرنی پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو کے اپنے مال کو خود سنبھال لے' لہٰذا فرمایا: (یہ بچے جو نابالغ ہیں' ایک تو انہیں ضدی مت بناؤ کسی بھی قیمت پر' اور دوسرے جو کچھ ان کو دو ان کی ملک مت کرو' ان کو مالک مت بناؤ صرف استعمال کے لئے دو' اور وہ بھی عاریت کے طور پر)

فرمایا کہ بچے کا سنوارنا اور بگاڑنا ماں باپ کے ہاتھ میں ہے' ہم بچے کی تعلیم کا تو خیال کرتے ہیں' لیکن تربیت کا' کردار سازی کا خیال نہیں کرتے۔ یہ بہت بری بات ہے۔ بچے کی تربیت بہت اچھی کرنی چاہئے۔ اس کا اٹھنا' بیٹھنا' سونا' جاگنا سب سنت کے مطابق بناؤ۔

بچے کے سامنے ماں باپ ہنسی مذاق نہ کریں

بچے کا ذہن صاف ستھرا ہوتا ہے' (فرمایا:) امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد

فرمایا کہ "بچے کا دل قرطاس ابیض ہوتا ہے۔ وائٹ پیپر جو چیز اس پر چاہو' چھاپ لو' یہاں تک لکھا ہے۔ اگر چھوٹا' شیر خوار بچہ سو رہا ہے۔ اور ماں باپ کوئی ہنسی مذاق کر رہے ہیں۔ تو اس پر کپڑا ڈال دو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری ہنسی مذاق کا اثر اس کی طبیعت پر ہو جائے۔ ایسا ہوا ہے۔ جاگتے ہوئے تو مجال نہیں' کہ آپ کوئی ایسی بات کر سکیں' کہ ہنسی مذاق کریں' بالکل نہیں ورنہ ..... بچے کی تربیت کے اوپر اور اس کے کردار اور کیریکٹر کے اوپر اتنا غلط اثر پڑے گا' کہ آپ سر پکڑ کر روئیں گی' اور بعد میں بہت پچھتاوا ہو گا۔

میں نے اپنے بازار میں ایک بچے سے نامناسب بات سنی' کوئی بیس سال پہلے کی بات ہے' میں نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ تو نے یہ بات کیوں کہی؟ اور تیری زبان پر کس طرح آئی؟ اس نے کہا کہ "میں نے امی اور ابو سے یہ بات سنی ہے" یعنی اپنے ماں باپ سے یہ بات سنی ہے' اور ان سے میں نے سیکھی ہے۔ اب بتایئے! بچے کا دل چھاپہ خانہ ہے' ابا جی فرمایا کرتے تھے کہ "بچے کا دل چھاپہ خانہ ہے۔ ہر چیز اس پر چھپ جاتی ہے۔ لہٰذا اس چھپنے سے بچنے کے لئے جو بات بھی کرو' چھپ کر کرو' چھپا کر کرو سوتے ہوئے بچے کے سامنے بھی مناسب نہیں' جب سوتے ہوئے بچے کے سامنے مناسب نہیں' تو ابا جی فرماتے ہیں کہ "جاگتے ہوئے کے سامنے کیسے مناسب ہو گا؟ لہٰذا بچوں کی تعلیم و تربیت فرض ہے فرض میری بچیاں غور

سے سنیں یہ آپ کے کام آنے والی باتیں ہیں' بات بات پر اترانا' فرمائشیں کرنا' غصہ کرنا' ضد کرنا' شوہر کو تنگ کرنا نامناسب بات ہے' ایسا بالکل نہ کرو' اس کا غلط اثر دور تک جاتا ہے' فرمایا کہ

"جو طریقہ اچھا ہو یا برا آپ سکھا دیں گے۔

وہی آپ کی اولاد میں جاری ہو جائے گا۔

اور ان کی ساری زندگی کی وہی بنیاد بن جائے گا۔

بچوں کو علم دین سکھایا جائے

آج کل ماں' باپ اپنی اولاد کو دنیا حاصل ہونے والا علم سینکڑوں ہزاروں' اور لاکھوں روپے خرچ کر کے سکھاتے ہیں' لیکن بچے کے دین کا خیال نہیں کرتے' بہت بری بات ہے' بعضے لوگ کوئی دوسرا ہنر سکھانے کے لئے بچے کو کسی کارخانے میں بھیج دیتے ہیں۔ مگر "دین کی باتیں" دینی عقیدے اور دینی طریقے سکھانا ضروری نہیں سمجھتے۔ آپ یقین جانیئے کہ کئی لوگوں کو میں نے روکا کہتے ہیں "اعلیٰ تعلیم کے لئے ان کو امریکہ بھیج رہے ہیں۔ میں نے کہا ہم آپ کو منع نہیں کرتے' لیکن آپ کے بچے کے اندر دینی صلاحیت نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایمان کے لالے پڑ جائیں۔ یہی ہوا کہ وہ بچے جو وہاں سے واپس آئے۔ جن کو وہ اعلیٰ تعلیم کہتے ہیں میرے نزدیک تو وہ ادنیٰ تعلیم بھی نہیں ہے۔

علم صرف علم دین ہے

اعلیٰ تعلیم تو صرف دین کی تعلیم ہے' اور دین کے علاوہ جو کچھ ہے وہ ایک فن ہے' کاریگری ہے' اس سے زیادہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ علم صرف علم دین ہے' علم دین کے علاوہ کوئی اور علم نہیں باقی سب فن ہیں۔ چاہے انجینئری کا ہو' چاہے ڈاکٹری کا چاہے صنعت کا ہو' کارخانے داری کا ہو جو کچھ بھی ہو' یہ سب فن ہیں علم صرف علم دین ہے۔

دنیاوی تعلیم کے آثار بد

جناب! وہ وہاں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے آئے' رمضان کا مہینہ تھا' انہوں نے روزوں کا مذاق اڑایا' اب بتایئے؟ فرائض اسلام اور ارکان اسلام کا کوئی مذاق اڑائے' وہ مسلمان رہے گا؟ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! یہ ہے تعلیم جس کو تم اعلیٰ تعلیم کہتے ہو۔

میری بچیو! میں تمہیں ایک بات سناؤں' میرے خاندان کا ایک واقعہ ہے۔ آپ توبہ کریں گی سن کر' یہ اعلیٰ تعلیم کیا ادنیٰ تعلیم بھی نہیں ہے۔ ہمارے ہاں علی گڑھ یونیورسٹی ہے' بڑے غلط اثرات اس سے پھیلے۔ پہلے بچے کے دین' ایمان کا خیال ہم نہیں کرتے۔ ہمارے رشتے داروں میں سے ایک کا لڑکا وہاں پڑھتا تھا' بہت شدید لو چل رہی تھی' دوستوں کے ساتھ یونیورسٹی سے واپس آرہا تھا' والد اس کے ہماری برادری کے تھے۔ بیل

گاڑی چلاتے تھے' بے چارے محنت کش آدمی تھے' مزدور تھے' بہت اچھے آدمی تھے' راستے میں انہوں نے دیکھا کہ میرا بیٹا خراماں خراماں یونیورسٹی سے گھر کی طرف دوستوں کے ساتھ جارہا ہے' تو پیار سے اس کا نام لے کر کہا "میاں فلانے! تمہاری امی یاد کررہی ہے' ذرا جلدی پہنچ جانا" باپ کو حق ہے' باپ کو بہت بڑا حق ہے' باپ چاہے جوتے مارے' اولاد کے لئے بہت بڑا شرف ہے' باپ پھر باپ ہوتا ہے' بہت بڑا درجہ ہے' جسمانی باپ کا رتبہ پیر اور شیخ سے زیادہ ہے' ہمارے ہاں شخصیت پرستی نہیں ہے۔ بلکہ

اللہ کا دین سکھایا جاتا ہے۔

آداب کی تعلیم دی جاتی ہے۔

حقوق کی تعلیم دی جاتی ہے۔

حدود کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

باپ نے بہت پیار سے کہا کہ لو چل رہی ہے' تمہاری امی یاد کررہی ہے' گھر جلدی پہنچ جانا تو اس کے دوستوں نے پوچھا کہ بیل گاڑی چلانے والا کون شخص ہے؟ توبہ! توبہ! نقل کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ وہ نالائق کیا بولتا ہے' یونیورسٹی کی ظلمت اور گمراہی دیکھئے' کہ یہ ہمارے ہاں نوکر ہے۔

خدا کے لئے اپنے بچوں کو عالم بنائیں' دینی تعلیم دیں۔ دینی مدارس ہمارے ایمان کی حفاظت کے لئے ہیں۔ اگر دارالعلوم دیوبند نہ ہوتا' تو آج

اتنے بڑے بڑے حضرات کہاں سے بن کے نکلتے؟ دارالعلوم دیو بند نے خلافت اسلامیہ کا کام انجام دیا' اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی۔

عقائد کی حفاظت کی ورنہ انگریزی پادری ہر نماز کے بعد' ہر مسجد کے دروازے پر موجود ہوتے تھے' اور مسلمانوں کو پکڑ کر پوچھتے تھے' بتاؤ! تمہارا رب کہاں ہے؟ اور کوئی جواب دینے والا نہیں تھا۔

جب اس شخص کو معلوم ہوا کہ اس نے اپنے دوستوں کے سامنے مجھے نوکر کہا ہے' خادم کہا ہے' کلیجہ پھٹ گیا بیچارے کا۔ اس نے زندگی بھر کے لئے جدا کردیا' اور کہا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' میں تیری ٹانگیں توڑ دوں گا' میرے گھر میں قدم رکھا تو' چل اپنا کام کر' مرتے مرگیا وہ بیچارا غریب نافرمان بیٹے کی شکل نہیں دیکھی۔

لیکن میں پھر بھی آپ سے یہی کہوں گا۔ کہ ان کی غلطی تھی' کہ انہوں نے غلط لائن پر ڈالا' اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر کلہاڑا چلایا' اور خود انہوں نے غلطی کی' اور جتنی تعلیم انہوں نے دلوائی تھی نتیجہ بھگت لیا۔

دینی تعلیم کے عمدہ آثار

میری بیٹیاں غور کریں۔ ان باتوں پر! بڑھاپا آئے گا' آپ دیکھ لینا' خدا کی قسم دنیا دار بیٹا آپ کی وہ خدمت نہیں کرے گا' جو دین دار بیٹا کرے گا۔ آپ کی جوتیاں اٹھائے گا' آپ کے پیر دھو کر پیئے گا' آپ کی ہر ممکن خدمت کرے گا' کئی آزاد قسم لوگ جن کے بچے دین دار ہوئے'

داخل سلسلہ ہوئے' آخر وقت میں اس بات کو مان گئے کہ واقعی اگر کام آتی ہے اولاد تو دین دار اولاد کام آتی ہے' دنیا دار اولاد کام نہیں آتی' بڑے برکات ہیں دینی تربیت کے۔

میرا ایک بچہ حفظ اور میٹرک کے بعد مدرسہ میں پڑھنے کے لئے گیا۔ قرآن مجید کی تفسیر پڑھنے میں یہ اس مقام پر پہنچا **وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا** اتنا رویا..... اتنا رویا کہ حد سے زیادہ رویا' اور اس نے فوراً مجھے خط لکھا کہ آج تک میں نے آپ کی باتوں پر توجہ تو دی ہے لیکن جس طرح توجہ دینی چاہئے تھی' اس طرح نہیں دی' ابو! خدا کے لئے آپ مجھے معاف فرما دیں' آئندہ کبھی ایسا نہیں ہوگا' میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ نے مجھے ایسا عظیم باپ عطا فرمایا ہے۔

دیکھا! ابھی وہ درجہ رابعہ کے اندر ہے' لیکن اس کی حالت تبدیل ہو گئی ہے' دینی تعلیم کی برکات ہم نے بہت زیادہ دیکھیں' آپ دینی تعلیم کے طلبہ کے اوپر اعتراض کرتے ہیں' مدارس کے اوپر اعتراض کرتے ہیں' دونوں کا موازنہ کرو' خرافات اور گندگی کہاں زیادہ ہے' اگر وہاں ننانوے فیصد خرابی ہے تو یہاں پر اس کے مقابے میں ایک فیصد بھی خرابی نہیں' سب سے بڑی بات یہ کہ مدارس اسلامیہ دینیہ عربیہ کے اندر اس کا دین' اس کا ایمان محفوظ رہتا ہے۔

اب یہ آپ کا کام ہے' اگر آپ اپنے بچوں کو مستقل طور پر صدقہ

جاریہ کرنا چاہتی ہیں۔ الباقیات الصالحات میں کرنا چاہتی ہیں' آپ اس کے باپ سے کہیں کہ نہیں ہم اپنے بچے کو اللہ کا دین پڑھائیں گے' رہا روزی کا مسئلہ' خدا کی قسم! میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اہل دین' اہل دنیا سے بہتر روٹیاں کھاتے ہیں"۔

فرمایا: بچوں کی تعلیم و تربیت پر بہت بہت توجہ کی ضرورت ہے' دل میں خدا کا خوف' خدا کی محبت' یاد اور آخرت کی فکر۔

اسلام کے حکموں کو سیکھنے' سکھانے اور زندگی کا مقصد بنانے کا جذبہ پیدا ہو جانے کی پوری پوری کوشش کرنا' یہ اس کی ماں کی ذمہ داری ہے' اور اس کے باپ کا کام ہے۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ جب بزرگان دین آئیں تو تعلیمی اوقات کے علاوہ ان کی صحبت میں بھیجا کرو' میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بچے اور چھوٹی بچیوں کو دعا لینے کے لئے بزرگوں کے پاس بھیجا کرو' اس کا بڑا نفع ہوتا ہے' کاملین کی جو دعائیں ہیں وہ بارگاہ الٰہی کے اندر مقبول ہوتی ہیں' نا معلوم کس وقت کس کی دعا لگ جائے' اور بیڑا پار ہو جائے"۔

یہ کلمات حضرت نے شریعت و تصوف میں بھی لکھے ہیں۔ کہ جس وقت شیخ کامل دعا دیتا ہے تو یقین جانو کہ اللہ کے فضل ہونے کا وقت آگیا ہے' ایک مرتبہ شریعت و تصوف کا مطالعہ کرتے ہوئے اتنا میری طبیعت پر اثر ہوا کہ جب ان کلمات پر پہنچا تو اباجی مجھے نظر آنے لگے' اور میری

ہچکیاں بندھ گئیں' اور میں نیم بے ہوشی کی حالت میں پہنچ گیا' کہ واقعی جن کلمات کو حضرت نے فرمایا' الحمدللہ ہم نے اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا' بڑے برکات ہیں' حضرت کی دعاؤں کے' اللہ تعالیٰ نے حضرت کو مقام دعا عطا فرمایا تھا' اس لئے اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلواؤ' اور علماء اور مشائخ کی صحبت میں بھیج دیا کرو' کہیں درس ہے کہیں دینی مجلس ہے' بچوں کو گھر بند کرکے نہ آؤ' ساتھ لے کے آؤ۔

بچوں کے شور وغل کے ڈر سے اہل اللہ کے پاس لانا نہ چھوڑو

فرمایا: بچے اگر شور مچائیں' اودھم مچائیں' کوئی بات نہیں' اودھم مچاتے مچاتے انشاء اللہ اللہ کے ولی ہوجائیں گے' کاملین اہل اللہ کبھی ان باتوں کا خیال نہیں کرتے' وہ ہرچیز کی فطرت کو پہچانتے ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے شیخ تھے حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں دھلوی رحمتہ اللہ علیہ یہ اللہ والے بچوں کی فطرت کو پہچانتے ہیں' انہوں نے اپنے ایک مرید سے کہا کہ کیا آپ کے ہاں بچے ہیں؟ کہا : جی حضرت! ہیں : ارے بھئی! کسی وقت لے آنا' ہمارا جی چاہتا ہے کہ بچوں سے کھیلیں' بات کریں' وہ بڑے عرصے کے بعد اپنے بچوں کو لے کر آئے' اور بہت ہی ادب سکھا کر لائے' کہ جا کر دو زانو بیٹھنا' اس طرح بیٹھنا' سلام کرنا' مصافحہ کرنا' شور مت کرنا'

دنگا مت کرنا' فساد مت کرنا' اودھم مت مچانا' بچوں نے ایسا ہی کیا' حضرت مرزا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا : ارے فلانے! تم اپنے بچے نہیں لائے' عرض کیا کہ حضرت! آپ کے سامنے بیٹھیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا "یہ تو میرے بابا ہیں۔ جی' بچے ہوتے گود میں بیٹھتے' کاندھے پر چڑھتے' داڑھی پکڑتے' ٹوپی اتارتے بچے تو یہ ہوتے ہیں۔"

سبحان اللہ' اہل اللہ عجیب ہوتے ہیں' اللہ والے عجیب ہوتے ہیں' ابا جی کے پاس قصبے کے بچے صبح کے وقت آیا کرتے تھے' بندہ حاضر ہوتا تھا۔ بھائی جان ہوتے تھے' فرماتے تھے ٹھہر جا ٹھہر جا! میری فوج آ رہی ہے۔ سبحان اللہ بچوں پر شفقت فرمانا' ہاتھ پھیرنا' دعائیں دینا اور ان کو پیسے دینا' کیا کہنے؟ گھر کے بچے ایسے دوڑے ہوئے آتے تھے' سامنے میدان میں سے کھیلتے ہوئے جب کہ ہاتھ پیر بھی ان کے میلے ہوتے تھے' ولی اللہ خوب مٹی میں لتھڑا ہوا ہوتا تھا' ایک دم بھری مجلس میں آکر حضرت کی گردن سے لٹک جاتا تھا' کیا مجال کہ ابا جی برا مانیں۔

یہ اللہ والے ہر چیز کی فطرت سے واقف ہوتے ہیں' حقیقت سے واقف ہوتے ہیں' اور اسی کے مطابق چلتے ہیں' لہٰذا بچے چاہے شور مچائیں' دنگا کریں' فساد کریں یا اودھم مچائیں' یا آوازیں نکالیں' لیکن مجالس کے اندر بچوں کو ضرور بھیجو' کاملین خاص اہل اللہ جو اس مقام کے ہیں وہ کبھی برا نہیں منائیں گے' اور یہ بھیجنا خالی نہیں جائے گا' ان کو دکھلاؤ ان کا دل

چھاپہ خانہ ہے' بالکل ایسا ہے' جیسے سفید کاغذ ہو' یہ چیزیں اور یہ صورتیں ان کے اندر نقش ہو جائیں گی' اور ابتداء سے ان کو محبت ہو جائے گی' کہ ہاں اہل اللہ' بزرگان دین' مشائخ اور علماء ایسے ہوتے ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ

بچوں پر شروع سے صحبت نیک کا اثر

الحمدللہ ہمارے گھر میں سب باریش ہیں' سب داڑھی والے ہیں' بچوں کا اپنا مزاج ایسا ہے' کہ داڑھی والے کے پاس تو جاتے ہیں' بغیر داڑھی والے کے پاس نہیں جاتے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بہت سے لوگ اہل اللہ سے ' علماء سے ' مشائخ سے اپنے بچوں کو بچاتے ہیں کتنے افسوس کی بات ہے' کہ وہ کاملین جن کے چہرے پر سنت کا نور ہو' ان سے آپ اپنے بچوں کو بچاتے ہیں' اور ظاہر ہے' کہ بچے آپ کی غلط تربیت کی وجہ سے اہل اللہ سے ڈرنے لگتے ہیں' اس کا انجام خراب ہوتا ہے۔

الحمد للہ ہمارے ہاں کے چھوٹے چھوٹے بچے جو صحیح طریقے پر بولنا بھی نہیں جانتے بے ریش کی گود میں نہیں جاتے' باریش کی گود میں' داڑھی والے کی گود میں لپک کے جاتے ہیں' اور ایسا سمجھتے ہیں جیسے ہمارے گھر کا کوئی فرد ہے' لہٰذا اپنے بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دو۔

فرمایا: (اگر تمہارا کوئی بچہ دین کے طریقے پر چل کر دوزخ سے بچ گیا' دنیا میں بھوکا رہا' کوئی غم کی بات نہیں' جہنم سے تو بچا۔

اور تمہارا بچہ لاکھوں کروڑوں روپے کما کر لایا حرام کا' بڑی بڑی بلڈنگیں بنائیں' دوزخ میں چلا گیا' تو یاد رکھو! ساری دولت و جائیداد بیکار ہے' روزی کے مسئلہ میں پریشان مت ہوا کرو' یہ چیز طے شدہ ہے کہ کس کو کتنا رزق ملنا ہے' اس کو اتنا رزق مل کر رہے گا' نہ اس سے کوئی کم کر سکتا ہے' اور نہ کوئی بڑھا سکتا ہے۔

عورتوں کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی اولاد کو جہنم سے بچائیں' ہر بچہ دس سال تک تو اپنی ماں کے قابو میں رہتا ہے' اتنی عمر ماشاء اللہ شعور کی عمر ہو جاتی ہے۔ کہ ایسا بچہ دین دار ماں کی گود ہی میں بن سکتا ہے' لہٰذا اپنی ماں کے پاس جو بچہ ہے' اس کو دین دار بنایئے۔

پانی پت میں قرآن کی بہار

چھوٹی سی عمر میں پانچ سال کا بچہ قرآن پاک کا حافظ ہو جاتا ہے پانی پت میں ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ ہوئے ہیں۔ خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ یہ خلیفہ تھے' حضرت علاؤ الدین صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کے' حضرت صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ان کو بہت بڑی دعا دی تھی' یہ (خواجہ شمس الدین) ترک تھے' نسلی طور پر قرآن پاک کے ممتاز' جید اور با عمل حافظ تھے' پانی پت میں آئے' ان کا فیضان اتنا پھیلا کہ ایک ایک گھر میں پانچ' پانچ' دس' دس حافظ ہوئے ہیں۔

ایک شخص نے پانی پت کا رمضان دیکھا' وہ کہتے ہیں' کوئی دکان کوئی

مکان کوئی دکان اور مکان کی چھت اور مسجدوں میں کئی کئی' یہاں تک کہ جو مسجدیں قبرستان کے ساتھ تھیں' اور جو پر سکون میدان تھے وہاں سردی کے اندر بھی قرآن مجید کے حافظ قرآن مجید سنا رہے تھے' اور پورے پانی پت کے گلی کوچوں سے قرآن مجید کی آواز آتی تھی' عورتیں سب حافظات تھیں' بچے سب حفاظ تھے' لڑکیاں سب حافظہ تھیں' شاید ہی گھر میں کوئی آدمی ایسا ہوتا تھا' جو حافظ نہ ہو' حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی میرے استاد علیہ الرحمتہ فرماتے تھے' کہ الحمد للہ میں ابھی پانچ برس کا بھی نہیں ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن مجید کا پختہ حافظ بنا دیا تھا۔

خانقاہ تھانہ بھون کے دو جیّد قاری

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بہت بڑے دو قاری تھے' قاری فتح محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور قاری احمد حسن صاحب امروہی رحمتہ اللہ علیہ' میں نے دونوں کا قرآن مجید سنا ہے' میں آپ سے کیا عرض کروں؟! اور دنیا کے اندر اس کی تو کوئی مثال ہی نہیں۔

خان قلات جو قلات کے بادشاہ تھے' حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' کہ حضرت! میں قرآن مجید پڑھنا چاہتا ہوں' مجھے ایسا استاد دیجئے' جو ہر اعتبار سے کامل ہو' پرہیز گار بھی' ذاکر شاغل بھی ہو۔ میں اس کو اپنی اسٹیٹ کا شاہی خطیب بھی بنا دوں گا' لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مجھے رات دو بجے پڑھائے' اس سے پہلے میرے پاس وقت نہیں ہے' کیونکہ

بارہ بجے سو جاتا ہوں' اور دو اڑھائی بجے اٹھتا ہوں' اس وقت میں مجھے پڑھائے' اور فجر کی اذان تک پڑھائے' حضرت نے فرمایا۔ ہماری خانقاہ میں ایسے شخص موجود ہیں' اور وہ ہم آپ کو دیتے ہیں۔ اس وقت قلات کے بادشاہ کو اصطلاح میں خان قلات کہتے تھے۔

حضرت نے قاری احمد حسن صاحب امروہی رحمتہ اللہ علیہ کو بھیجا' جو اپنے وقت میں فن قرات کے امام تھے' اور مصری لہجے کے بادشاہ تھے۔ مصر کے قراء آکر ٹیپ کرتے تھے' یہ ان کا عالم تھا' بہرحال وہ وہاں تشریف لے گئے۔

بندے سے بڑی محبت فرمایا کرتے تھے' اور ہمارے حضرت والا جب قلات گئے تھے' تو روزانہ ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے' حضرت قاری صاحب بھی لاولد تھے' ابا جی کی مجلس میں بہت پابندی سے آیا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے' کہ میں نے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے تمام خلفاء کو دیکھا ہے' لیکن میں نے بڑے ابا جی کی نظریں جیسے حضرت مسیح الامت پر دیکھی ہیں' مجھ سے کہتے تھے' ایسی کسی پر نہیں دیکھیں' اور ہمارے حضرت کے شباب کے زمانے کے کئی واقعات حضرت قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ سناتے تھے۔

متعدد افراد سے قرآن مجید سننے کا اصول

بہرحال انہوں نے اور حضرت قاری فتح محمد صاحب دونوں نے حضرت

تھانوی کی مجلس میں عرض کیا' کہ ہم اپنا اپنا قرآن مجید سنانا چاہتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "کہ بندے کا معمول ایک نشست میں دو کے سننے کا نہیں"۔ مدارس میں تو مناسب ہے' لیکن ذاتی نشست اور خانقاہ میں مناسب نہیں' کہ ایک نشست میں دو کا سنا جائے' خوامخواہ اس طرف خیال جاتا ہے' لوگوں کا کہ اس نے بڑھیا پڑھا' اور اس نے گھٹیا پڑھا' لہٰذا یہاں پر چونکہ اصلاح کا کام ہو رہا ہے' تو ایسے خیال کی گنجائش ہم کیوں دیں؟ کیونکہ دونوں حضرات نے فرمائش کی ہے سنانے کی' لہٰذا اس نشست میں آپس میں طے کرلیں' کہ کون پہلے سنائے گا؟ اور دوسری نشست میں جو صاحب رہ جائیں وہ سنا دیں۔

قاری فتح محمد صاحب نے تواضع سے کام لیا' کہ نہیں حضرت! پہلے قاری احمد حسن صاحب سنائیں گے۔ بہرحال باہمی اتفاق رائے سے سہ دری شریف میں قاری احمد حسن صاحب نے سنایا' اور بہت دیر تک والہانہ انداز میں مصری لہجے میں تلاوت فرماتے رہے۔ حضرت اور تمام حاضرین بہت ہی سکون اور سکوت کے ساتھ سنتے رہے۔

حضرت نے ان کی تلاوت ختم ہونے پر فرمایا' پہلے میں نے کانوں سے کام لیا' پھر آنکھوں سے بھی کام لیا' ماشاء اللہ قاری احمد حسن صاحب خوب پڑھتے ہیں' اور چاندی کے پانچ روپے بطور انعام حضرت نے عطا فرمائے۔

دوسرے دن ظہر کے بعد کی نشست میں ہمارے حضرت قاری فتح محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سنایا' حضرت نے بہت ہی توجہ کے ساتھ سنا' سننے کے بعد فرمایا' پہلے میں نے کانوں سے کام لیا پھر آنکھوں سے کام لیا' یعنی آنکھوں سے بھی دیکھا' کہ پڑھنے میں انداز چہرے کا کیسا ہے' ماشاء اللہ قرآن مجید تو فتح محمد کے پاس ہے"۔

اس سے اونچی کیا تعریف ہوسکتی ہے۔ اور ان کو بھی پانچ روپے چاندی کے عطا فرمائے اور آخر وقت تک حضرت قاری صاحب نے وہ سنبھال کے رکھے ہوئے تھے' ان کے پاس حضرت تھانوی کے جو پانچ روپے چاندی کے تھے' ایک روپیہ ایک تولے کا ہوتا تھا' گویا کہ پانچ تولے چاندی تھی۔

بیچ میں ایک بات یاد آگئی' برکت کے لئے وہ بھی عرض کردوں' تقریبا میرا ایک چلہ مدینہ طیبہ میں گزارنے کا ارادہ تھا' حضرت قاری فتح محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' کہ فجر کی نماز کے بعد اونگھ آتی ہے۔ مسجد نبوی میں بیٹھے بیٹھے' تمہارا کیا خیال ہے؟ میرا قیام و طعام حضرت کے ساتھ ہی ہوتا تھا' حضرت ہجرت فرما چکے تھے' کراچی سے مدینہ طیبہ چلے گئے تھے' میں نے کہا' حضرت! بندہ کا بھی یہی حال ہے کہ یہاں فجر ہوتی ہے تہجد کے بعد فورا "اشراق کا وقت پکڑنا مشکل ہوتا ہے' اونگھ آتی ہے۔ فرمانے لگے ایسا نہ کرلیں "یہاں سے مسجد قبا ٹہلتے ہوئے قرآن مجید پڑھتے ہوئے پیدل

سنایا کرتے تھے' ایسا کرتہ تھا' ایسا نصف پنڈلی تک پاجامہ تھا' اور بادشاہوں کی طرح شاہانہ داڑھی' انوار کی بارش ہو رہی تھی' کیسا حسن و جمال تھا' میں نے زندگی میں حضرت کو نہیں دیکھا' مگر آج مدینہ طیبہ میں خواب میں دیکھ لیا ہے' سبحان اللہ بڑی بابرکت باتیں انہوں نے نقل فرمائیں۔

قرآن مجید کی برکت سے بڑے قاری صاحب کی شان

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت قاری صاحب یتیم بھی تھے۔ حضرت قاری صاحب ڈیڑھ سال کی عمر میں ماں کی گود میں نابینا ہو گئے تھے۔ والد بھی ان کے فوت ہو گئے تھے' لیکن ان کی والدہ نے قرآن مجید کی تعلیم پر ان کو لگایا' ابھی یہ پانچ سال کے نہیں تھے' کہ قرآن مجید کے انتہائی پختہ' جید حافظ ہو گئے۔ اور پھر قاری محی الاسلام پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ سے عشرہ قرات کا فن حاصل کیا' ساری دنیا سر پر اٹھائے پھرتی تھی' بادشاہ معلوم ہوتے تھے۔ اپنے بچوں کو لے کر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت قاری صاحب کے پاس دعا کرانے کے لئے آیا کرتے تھے' دارالعلوم نانک واڑہ میں جو مسجد بنی ہے' اس کا نام حضرت قاری فتح محمد صاحب کے نام پر "مسجد فتح" رکھا گیا' آج تک اسی نام کے ساتھ موسوم ہے۔

قرآن مجید کی برکات دیکھئے! ایک بچہ نابینا اور یتیم اور قرآن مجید کی برکت سے کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

حاجی یوسف صاحب سیٹھی رحمتہ اللہ علیہ ہمارے یہاں تھے' انہوں

نے پورے ملک میں عام اعلان کردیا کہ قرآن مجید کا مکتب کہیں بھی قائم کرالو' تمام خرچہ میرے ذمہ ہوگا' لیکن ہمارے بزرگوں نے مشورہ دیا' کہ آپ ایسا نہ کریں' کیونکہ اس کی پھر نا قدری ہوگی' آپ ایسا کریں کہ پچاس فیصد خرچہ آپ دیں۔ اور پچاس فیصد مقامی لوگوں پر ڈالیں۔ تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرسکیں پھر انہوں نے ایسے ہی کیا۔ ماشاء اللہ عرب امارات تک انہوں نے مدارس کھولے اور اللہ پاک نے اتنا نوازا' کہ پہلے وہ مزدور تھے' اور مندے کے زمانے میں آج سے (۱۹۹۴ء سے) تیس سال پہلے انہوں نے گتے کی فیکٹری اور اڑھائی کروڑ روپے کا پلانٹ خریدا' اور فرمایا کرتے تھے' کہ یہ سب قرآن مجید کی برکت ہے' سارا گھر ان کا قرآن مجید کا حافظ ہوا۔ اور جب تک وہ زندہ رہے' ہمارے حضرت قاری صاحب کی خدمت کرتے رہے' ہمارے حضرت قاری صاحب سے فرمایا کرتے تھے' کہ حضرت جی آپ دنیا کے کسی حصہ میں چلے جائیں' آپ کے تمام مصارف میرے ذمہ ہوں گے' جب حضرت مدینہ طیبہ میں ہجرت فرما گئے تو ریالوں کی صورت میں ماہانہ اخراجات وہاں بھی پیش کیا کرتے تھے' فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید کی غلامی کا صدقہ ہے' کہ مجھ سیٹھی کو جو قوم کا تو سیٹھی تھا' لیکن بازاروں کے اندر پلہ داری اور مزدوری کرتا تھا' واقعی سیٹھ بنا دیا' قرآن مجید کی یہ برکات ہیں۔

میں نے اس پر ساری باتیں کیوں سنائیں؟ (فرمایا) روزی کا مسئلہ' کوئی مسئلہ

نہیں' جیسے موت کا مسئلہ' کوئی مسئلہ نہیں ہے' طے شدہ چیز ہے۔ جو آ کر رہے گی' اور ہر آدمی مر کے رہے گا' اور روزی مل کے رہے گی' یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ امریکہ کی اعلیٰ تعلیم دلائیں گے تو بہت اچھا کمائے گا' اور قرآن مجید کا حافظ اور عالم بن جائے تو پھر یہ کیا کرے گا؟ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ رزق حلال' وافر' کشادہ مقدار میں طیب' مزیدار' لذیذ اس کو اہل دنیا کی نسبت زیادہ مقدار میں ملے گا' اور ہمارا تجربہ ہے کہ جو لوگ اخلاص کے ساتھ اللہ کے دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں' اہل دنیا کی نسبت ایسے دین دار زیادہ مزے میں ہیں' اچھی روٹیاں ان کو مل رہی ہیں۔

بچوں کو حفظ کے ساتھ عالم بھی بناؤ

میری بیٹیاں بچیاں حفظ کرانے میں اور عالم بنانے میں بالکل سستی نہ برتیں' اور ویسے بھی حالات کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کے اندر علماء کی تعداد زیادہ ہونی چاہئے' بعض گھرانوں کے اندر میں نے یہ دیکھا کہ بچے کو حافظ تو بنواتے ہیں۔ لیکن عالم نہیں بنواتے' جب کہ بچے کے اندر قابلیت ہے اور صلاحیت ہے' اور ان کا خیال یہ ہے کہ اگر عالم بن گیا' تو پورے گھرانے کو دین دار بنا دے گا' یہ تو بہت اچھی بات ہے' کہ آپ کے گھر کے اندر ایک شخص نائب رسول بن جائے' میرے حضرت فرمایا کرتے تھے' کہ علماء وارثان انبیاء ہیں ہر عالم وارث انبیاء ہے' کتنی بڑی خوش نصیبی کی بات ہے' کہ جس گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہو' لہٰذا یہ

دل کا چور نکال دو کہ حافظ بناتا ہے' عالم نہیں بناتا بلکہ ایک دفعہ کو حفظ سے چاہے رہ جائے' لیکن عالم ضرور بنے' اس پر ہمارے حضرت کا کافی اصرار تھا کہ بچے کو حافظ کے ساتھ عالم بھی بناؤ' کسی وجہ سے اگر وہ حفظ نہیں کرپاتا' اور عمر بڑھ رہی ہے' عالم بنا دو' قرآن مجید ناظرہ تجوید کے مطابق درست کرا دو۔

دیکھئے! آپ نے اپنے بچے کی اصلاح کے لئے کتنا کام کیا ہے' کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں' اور بڑے اصرار سے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خدمت میں میرے بچے کو قبول فرما لیجئے کیا عمر ہے آٹھ سال کی؟ اور دس سال تک وہ رسول پاک کی خدمت میں رہے' اور ان کی صحبت اٹھائی حضور کے خادم خاص بنے' اللہ تعالیٰ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے بلایا' انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھارہ سال کے تھے' خدمت کی برکت اللہ تعالیٰ نے ایک سو دو سال اور عمر بڑھا دی۔ ایک سو بیس برس عمر پائی۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ خادم مخلص کی عمر زیادہ ہوتی ہے۔ خادم مخلص کی عمر زیادہ ہوتی ہے۔ میں نے خود حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہانپوری رحمتہ اللہ علیہ کے خادم کی مدینہ طیبہ میں زیارت کی' ۱۹۷۴ء میں ان کی عمر ایک سو پچیس سال کی تھی' بڑے بڑے علماء مشائخ

اہل اللہ ان کی زیارت کے لئے آتے تھے' کہ حضرت سہانپوری کے خادم ہیں دیکھا ایک ایسے ولی اللہ کی خدمت کی برکت۔

سب سے بڑا صدقہ جاریہ

تو دیکھئے! سب سے بڑا صدقہ جاریہ اولاد ہے' رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جب انسان مرجاتا ہے۔ تو اس کے سب کام ختم ہوجاتے ہیں لیکن تین کاموں کا ثواب جاری رہتا ہے' وہ تین کام کون سے ہیں۔

نمبر۱۔ مسجد بنوائی یا مدرسہ بنوایا یا مسافروں کے لئے کوئی مسافرخانہ بنا دیا۔

نمبر۲۔ وہ علم دین جس سے دینی نفع حاصل کیا' یا دینی نفع پہنچایا

نمبر۳۔ دین دار اولاد' جو ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے' **رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا** اباجی فرمایا کرتے تھے کہ میں تو اس دعا کو واجب سمجھتا ہوں' میرے نزدیک واجب ہے' کہ اولاد اپنے ماں باپ کے لئے یہ دعا ضرور مانگا کرے۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

فرمایا کہ "عجیب دعا ہے" عجب نہیں کہ جو بھی بیٹا یا بیٹی اپنے ماں' باپ کے لئے دعا کرے' اور اسی وقت اس کی بخشش ہوجائے۔

فرمایا کہ تیرا اعظم صدقہ جاریہ کیا ہے؟ دین دار اولاد جو اپنے ماں باپ کے لئے دعاء مغفرت کرتی ہے' اگر آپ اپنے بچوں کو عالم' حافظ

اور نیک بنا کر جائیں گی' انشاء اللہ دنیا سے جانے کے بعد بھی ثواب جاری رہے گا' قبر میں پہنچ کر بھی ثواب ملتا رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی عورتوں نے بچوں کی تربیت کے لئے بہت محنت کی ہے' جیسا کہ میں نے آپ کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا واقعہ سنایا' یہاں تک کہ عورتوں نے اپنے زیورات بھی فروخت کردیئے' لیکن اپنے بچوں کو دین کا علم سکھایا۔

بچوں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کے واقعات

امام بخاری کتنے بڑے عالم ہیں۔ جب انہوں نے علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کیا' تو ان کی والدہ نے ان کی بہن نے خرچے کی ذمہ داری لی امام ربیعہ کے والد مسلمان حکومت کی فوج کے ملازم تھے' اس زمانے میں مسلمانوں کی فوج اسلام کو بلند کرنے کے لئے کافروں سے لڑا کرتی تھی' امام ربیعہ کے والد بادشاہی حکم سے بہت سی لڑائیوں میں بھیج دیئے گئے' اس وقت امام ربیعہ ماں کے پیٹ میں تھے' چلتے وقت ان کے والد نے اپنی بیوی کو تیس ہزار سونے کی اشرفیاں دیں' خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ لڑائیوں میں ستائیس سال لگ گئے' اور پیچھے بچہ پیدا ہوا' ان کی والدہ نے اپنے بچے کو فن حدیث سکھلایا' حافظ بنایا' عالم بنایا' یہاں تک کہ وہ شیخ الحدیث اور استاذ الحدیث بن گیا۔ اور تیس ہزار اشرفیاں اپنے بچے کو دینی تعلیم دلانے میں خرچ کردیں۔

اب ستائیس سال کے بعد امام ربیعہ کے والد گھر پہنچے' تو بیوی سے پوچھا کہ وہ تیس ہزار اشرفیاں کہاں رکھی ہیں؟ ان کا کیا ہوا؟ بیوی نے کہا بہت سنبھال کر رکھی ہیں' پھر جب وہ مسجد میں نماز پڑھنے گئے' دیکھا مسجد نبوی کے اندر بیٹا درس حدیث دے رہا ہے۔ اور ہزاروں شاگردان سے علم حدیث اور فن حدیث حاصل کررہے ہیں' یہ دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سمائے' بے انتہا خوش ہوئے' امام ربیعہ کے والد جب گھر آئے تو بیوی نے پوچھا' ایک بات بتلاؤ' تیس ہزار اشرفیاں اچھی ہیں' یا یہ نعمت اچھی ہے' کہ آپ کا بیٹا فن حدیث اور علم حدیث کی خدمت میں لگا ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (یعنی مسجد نبوی علی صاحبہ **الصلوۃ والتسلیم** میں) ان کی حدیث کو پھیلا رہا ہے؟

ان کے شوہر بہت دین دار تھے' سمجھدار تھے' تو انہوں نے کہا "خدا کی قسم تو نے اشرفیاں ضائع نہیں کیں بلکہ آخرت کے خزانے میں جمع کرادیں ہیں اور بے انتہا خوش ہوا کرتے تھے۔

پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو اکثر مسلمان جانتے ہیں' انہوں نے جب کم عمری میں علم دین کے لئے سفر کا ارادہ کیا تو ان کی امی نے چالیس اشرفیاں ان کے کرتے کے ساتھ بغل کی آستین میں سی دیں' اور وہ بغل میں چھپ گئیں' ان کے پاس صرف یہی چالیس اشرفیاں تھیں اور کچھ بھی نہیں تھا' شوہر بھی زندہ نہیں تھے' شیخ عبدالقادر یتیم تھے'

ان کی امی کے دل میں دین کی بڑی قدر تھی' کم عمر بچے کو دین سیکھنے کے لئے دور بھیجنے پر اپنے آپ کو امادہ کرلیا پاس تھیں چالیس اشرفیاں وہ بھی بچے کے کرتے کے ساتھ بغل میں سی دیں اب ان کے پاس سوائے اللہ کے نام کے اور کچھ باقی نہیں رہا' اور چلتے وقت اپنے پیارے بیٹے شیخ عبدالقادر کو نصیحت کی کہ بیٹا!

جب بولنا' سچ بولنا اور جھوٹ کبھی نہ بولنا۔

اور بغداد کی طرف ایک قافلہ جارہا تھا' اس زمانے میں بغداد "مدینتہ الاسلام" تھا' کتابوں میں مدینہ طیبہ کا نام "مدینتہ الرسول" اور بغداد کا نام "مدینتہ الاسلام" ہے' اور ہمارے ہاں ملتان میں اہل اللہ بہت ہوئے ہیں' کتابوں میں اس کا نام "مدینتہ الاولیا" ہے۔ بڑے بابرکت شہر ہیں اور بغداد کی طرف جو قافلہ جارہا تھا' ان کے ساتھ شیخ عبدالقادر کو کردیا' قافلہ روانہ ہوگیا' راستے میں قافلہ ڈاکوؤں نے لوٹ لیا' سامان چھین لیا' اور ایک ڈاکو نے حضرت غوث پاک کا سامان بھی چھین لیا' اور پوچھا بتاؤ! تمہارے پاس کیا ہے؟ حضرت نے جواب دیا' کہ میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں کہاں ہیں؟ کہ آستین کے اندر یہ بغل کے پاس سلی ہوئی ہیں' غلط بیانی سے کام نہیں لیا' سچ سچ بتا دیا کیونکہ ماں کی وصیت تھی' لہٰذا ماں کو چاہیئے کہ بچے جھوٹ بولیں تو ان کو ڈانٹ دیں۔ سچ بولنے کی عادت ڈالیں' تو انہوں نے بتلا دیا کہ یہ دیکھو میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں' جو آستین کے

پاس سلی ہوئی ہیں۔ یہ جواب جب ڈاکو نے سنا تو بہت اس کو حیرت ہوئی' اور اس کی طبیعت پر بڑا اثر ہوا' وہ اپنے سردار کے پاس لے گیا' اور جا کر کہا کہ پورے قافلے میں سچا بچہ یہ ہے کہ جس نے سچ بولا' اور فوراً" بتلا دیا کہ میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں اور میری امی نے کرتے میں بغل کے پاس سی دی ہیں' ڈاکو بڑا متاثر ہوا اور کہا کہ تم عجیب آدمی ہو ایسی قیمتی چیز کو ایسے بتلایا کرتے ہیں حضرت غوث پاک نے فرمایا' کہ "مسلمان کو ہمیشہ سچ بولنا چاہئے' میری امی نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں"

بس حضرت غوث پاک کا یہ فرمانا تھا کہ سردار پر بڑا اثر ہوا اور شرمندگی اور ندامت سے سر جھکا لیا' اور اپنے تمام آدمیوں کے ساتھ یعنی جتنے بھی اس کے ساتھ ڈاکو تھے' حضرت غوث پاک کے ہاتھ پر توبہ کی' اور تمام گناہوں سے توبہ کی اور سارے قافلے کا سامان جو لوٹا تھا' واپس کر دیا۔

حضرت فرماتے تھے کہ' دیکھو!

ایک بوڑھی ماں کی نصیحت کا اثر' اور بچے کو دین پر ڈالنے کا نتیجہ'

سچ بولنے کی برکت

دین دار بچے کی برکت

کس قدر ہوئی کہ تمام ڈاکوؤں نے لوٹ کا سامان بھی واپس کر دیا' اور پکی اور سچی توبہ کی۔ اور اس کے بعد بغداد پہنچے' اور کتنے بڑے عالم دین

بنے' کہ ساری دنیا آج ان کا نام احترام سے لیتی ہے اور سلسلہ قادریہ کے سرتاج ہوئے' ساری دنیا میں ان کا روحانی فیضان جاری ہے' اور قیامت تک جاری رہے گا۔

ماں باپ بچوں کے سامنے ایک دوسرے کی توہین نہ کریں

میں ایک تجربے کی بات عرض کرنا چاہتا ہوں' جو میرے حضرت نے بیان فرمائی تھی' کہ ماں باپ ایک دوسرے کی توہین اولاد کے سامنے نہ کریں' اور ایک دوسرے کے ساتھ قطعاً آپس میں تکرار نہ کریں' زبان درازی نہ کریں' جب بھی شکایت کریں تو ایک گرم ہو اور ایک نرم ہو' اور سیاست دینی سے کام لے' ابا جی فرماتے تھے کہ سیاست دینی سے کام لے' بچے کے سامنے یہ بات کہنا بالکل غلط ہے کہ میاں! میں تمہارے باپ کو جانتی ہوں' یہ آج ملا جی بن گئے' مولانا بن گئے' شروع سے ایسے نہ تھے' کبھی ایسی بودی کمزور بات بچے کے سامنے مت کرو' ورنہ تمہاری بات کا بھرم جاتا رہے گا اعتماد ختم ہو جائے گا' اگر شوہر کی ابتدائی حالت پوری دین داری کی نہیں تھی' تو اس حالت کو چھپاؤ' اور بچوں کے سامنے پیش کرو' کہ تمہارا باپ شروع سے دین دار ہے' اللہ والا ہے' نیک ہے' سنت کا پابند ہے' دین کا تابع دار ہے' یہ انداز اختیار کرو۔

بچے کی شکایت باپ سے غائبانہ کرو

اور جب بچے کی کوئی شکایت کرنی ہو تو یاد رکھو بچے کے سامنے مت کرو' غائبانہ چھپ کر بچے کے باپ کو بتلا دو' کہ بچے نے آج نماز میں سستی کی ہے' صبح ہم فجر کے لئے اٹھا رہے تھے' نہیں اٹھا.....وغیرہ وغیرہ۔

بچے کے دل میں باپ کا رعب قائم کرو

(اور جب باپ بچے کو سمجھائے تو بچے کے اندر باپ کا رعب اور بڑائی قائم کرو۔ کہ دیکھو! تمہارے ابو بہت سختی کا برتاؤ کریں گے۔ اگر تم نے اپنے عمل کو درست نہ کیا' تو تجھے کیا مجھے بھی ماریں گے' اور نہیں چھوڑیں گے' اور اس طرح آپس میں ان باتوں کو طے کرلو' اور کبھی ایک دوسرے کا راز بچوں کے سامنے مت فاش کرو' اس طرح ان شاء اللہ بچوں کی دینی زندگی بہت آسانی اور سہولت کے ساتھ بن جائے گی۔

شوہر بچوں کے دل میں ماں کا مقام پیدا کرے

(اسی طرح شوہر کو چاہئے کہ ان کی ماں کا مقام بچوں کی نظر میں پیدا کرے' یہ نہیں کہ غصے میں آیا اور دھول رسید کیا' تھپڑ مارا' برا بھلا کہا' اور نازیبا کلمات استعمال کئے' اس طرح یاد رکھئے! بچوں کا میلان فطری طور پر اتنا باپ کی طرف نہیں ہوتا' جتنا ماں کی طرف ہوتا ہے' اگر عورت دین دار نہ ہوئی' تو ظاہر ہے' اس کا میلان فطری طور پر ماں کی طرف زیادہ ہے' لہٰذا بچہ باپ کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔)

فرمایا (ماں اور باپ میں رتبہ ماں کا زیادہ ہے' لیکن میرے حضرت نے ایک عجیب بات فرمائی' کہ لوگ اس کو تسلیم نہیں کرتے نہ کریں' لیکن حقیقت یہ ہے کہ محبت باپ کی کامل اور باپ کی زیادہ ہے' ماں کی کم ہے حالانکہ دنیا میں اس کے برعکس مشہور ہے' اباجی فرمایا کرتے تھے کہ

"ماں کا لاڈ پیار بچے کو بگاڑ دیتا ہے اور باپ سونے کا نوالہ کھلا کر شیر کی نگاہ سے دیکھتا ہے"۔)

کیا عجیب بات ہے' "سونے کا نوالہ" اور "شیر کی نگاہ" بہت اونچے کلمات لائے ہیں' اباجی باپ سونے کا نوالہ کھلا کر شیر کی نگاہ سے دیکھتا ہے' بچے کو بگاڑنے سے بچاتا ہے۔

لہٰذا ماں' بچوں کی تربیت میں بچوں کے باپ یعنی اپنے شوہر سے تعاون کرے' اور اسی طرح باپ بچوں کی ماں سے تعاون کرے' بچوں کے سامنے نہ تکرار کریں' نہ کسی مسئلہ پر جھگڑیں' نہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں' یہ بہت بری بات ہے' ایسا نہیں ہونا چاہئے' ورنہ بچے کا مستقبل ماں باپ کے اختلاف سے تباہ و برباد ہو جاتا ہے' کئی عورتیں خواہش مند تھیں اس بات کی کہ ہمارے بچے حافظ' قاری' صالح' دین دار بنیں' لیکن آپس میں اختلاف کی وجہ سے' میاں بیوی کے فسادات کی وجہ سے بچے بیچ میں لٹکے رہ گئے' سال' سال دو' دو سال کے لئے اسے میکے جانا پڑتا ہے۔ یاد رکھئے! بچے کی ددھیال بہت مفید رہتی ہے' اتنی ننھیال مفید نہیں رہتی' لہٰذا اپنے بچوں

کی تعلیم و تربیت کے لئے ' آپ اپنے شوہروں کے ساتھ تعاون کریں ' مدد کریں ' اور شوہروں کو بھی چاہئے کہ بچوں کی ماں کا احترام کریں ' یہی بچوں کے مفاد میں ہے۔

بچوں کو دیندار بنانے کا طریقہ

فرمایا: (بچوں کو دین دار بنانے کے لئے ' سیاست دینی کو اختیار کیا جائے غائبانہ ' پس پشت طے کرلیا جائے ' اگر باپ کوئی شکایت کرے تو یہ حوالہ نہ دے کہ تیری ماں نے ایسا کہا ہے ' اور اگر ماں کوئی شکایت کرے ' اور شکایت کی ہے باپ نے تو ماں یوں نہ کہے کہ تمہارا باپ یوں کہتا ہے۔ "نہیں" ایک دوسرے کے خلاف مت کرو ' بلکہ ایک دوسرے کی بڑائی اور عظمت بچے کے دل میں پیدا کرو) میں بھی کبھی کبھی اپنے بچوں سے کہہ دیا کرتا ہوں کہ تمہارے دین دار ہونے میں اور تحصیل علم کے اندر تمہاری ماں کا بہت بڑا کردار ہے ' میں اس کے احسانات کو نہیں اتار سکتا ' اور واقعی بچے چھوٹے تھے ' آج سے چار سال پہلے انہوں نے ان کی دینی تعلیم کے لئے فیصل آباد بھیجنا منظور کیا ' اور ان کے اندر یہ جذبہ پہلے سے کار فرما تھا ' کہ انہیں اب تعلیم ہی دلانی ہے ' تو بہتر ' اچھی ' عمدہ کیوں نہ دلائیں ' لہٰذا حوصلہ افزائی بھی کرنی چاہئے ' کہ تمہاری امی بہت اچھی ہیں ' اور مجھے زندگی میں ہمیشہ ان سے سکون پہنچا ہے ' اور انہوں نے میری دینی زندگی کے اندر اور دینی تحریک کے اندر ' دینی موومنٹ کے اندر بہت تعاون کیا ہے ' اگر تمہاری

امی کا اتنا تعاون نہ ہوتو میں خانقاہ کے اتنے کاموں اور دین کے اتنے کاموں کو کیسے چلا سکتا ہوں؟ اس سے بچے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے' کہ ہمارے ابو کی نظر میں ہماری امی کی بڑی قدر ہے۔

اسی طرح امی کو بھی چاہئے کہ بچوں سے کہے' کہ تمہارے باپ اللہ والے ہیں' صالح ہیں' تہجد گزار ہیں' شروع سے نیک ہیں' اور دین سے بڑی محبت کرتے ہیں' لہٰذا میں نے کبھی بھی تمہارے باپ کی خلاف ورزی نہیں کی' لہٰذا تمہیں بھی اپنے باپ کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے' تمہارے ابا کی دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں' اپنے ابا سے دعائیں لو' ان کا احترام کیا کرو' جب گھر آیا کریں' ان کے پیر دبایا کرو' ان کا سر دبایا کرو۔ ان کے جوتے اتروایا کرو' ایسی اچھی' اچھی پیاری پیاری باتیں بچوں کی ماں' بچوں کو سکھلائے' انشاء اللہ پھر دیکھئے' خدا کی قسم! پھر یہی گھر جو آفت زدہ قرار دے دیا گیا ہے' گوشۂ جنت ہو جائے گا' گوشۂ عافیت ہو جائے گا عافیت اور جنت کی بہار اس کے اندر آجائے گی۔

بہشت آن جا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

کیا عجیب بات ہے' ہمارے حضرت بعض مجالس میں اس شعر کو بہت پڑھتے تھے' میاں! جنت اسی کو کہتے ہیں' بہشت اسی کو کہتے ہیں' جہاں پر آزار نہ ہو' کلفت نہ ہو' تکلیف نہ ہو' دل شکنی نہ ہو' دل آزاری نہ ہو' اور

کسی کو کسی سے کام نہ ہو' یہ مطلب نہیں کہ کوئی کسی کے کام نہ آئے' بلکہ دینی کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہئے' اور خلوص دل کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَان ۔

نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہئے' معصیت اور گناہ کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون نہیں کرنا چاہئے

گھر میں منکرات نہ آنے دیں

فرمایا: (یاد رکھئے! گھر کے اندر تصویر' اور تصویر کے کھلونے' بچوں کے سامنے مت لاؤ' بنیان کے اوپر یا شرٹ کے اوپر جو تصویر کتے' بلی کی لگی ہوتی ہے' اس کو چھپا دو' یا مار کرے اس کو صاف کردو' اس کو مٹا دو' تصویر کی گردن اور چہرہ مٹا دینے سے تصویر کی مذمت ختم ہو جاتی ہے۔ ٹیلی ویژن' وی' سی' آر یاد رکھئے! یہ مہلکات میں سے ہیں' یہ شدید ترین منکرات میں سے ہیں' یہ نسل کو تباہ و برباد کرتا ہے' کینسر بھی اس سے پھیل رہا ہے' آنکھوں کی بینائی بھی دن بدن اس سے کم ہوتی جارہی ہے' اور یہ کہنا کہ ہم نے اسے مکے' مدینے کے اندر دیکھا ہے' کہ وہاں بھی ٹیلی ویژن' وی سی آر ہے' یاد رکھئے! کہ مدینہ کا رہنے والا اگر شراب پیئے گا' تو شریعت اسلامیہ کے اندر اس کے لئے بھی وہی سزا ہوگی' جو جنوبی افریقہ کے اندر ہے' اگر کوئی

بدکاری کرے گا' تو اس کے لئے بھی وہی حدود و قصاص ہوں گے' اور تعزیرات کے مسائل ہیں' جو کہ یہاں کے رہنے والے کے لئے ہیں۔ کوئی ان کے لئے خصوصی رعایت نہیں ہے اس بات کو سوچ لیجئے' کہ ان کی بد عملی ہمارے واسطے سند نہیں ہے۔ شریعت کے اندر تبدیلی ان کی بد عملی سے نہیں آسکتی ہے۔

اس بات کو یاد رکھئے! بعض کہتے ہیں کہ ان کے علماء نے اجازت دی ہے' جھوٹ ہے' غلط ہے' کوئی آسمان کے نیچے اس کا ثبوت پیش کر کے تو دکھائے' مفتی اعظم سعودی عرب جن سے میں کئی بار مل چکا ہوں۔ شیخ عبدالعزیز بن باز عجیب و غریب انسان ہیں۔ نابینا ہیں' لیکن تمام علوم کے حافظ ہیں' کئی ملاقاتیں ہوئیں میری ان سے قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ باوضو بیٹھا ہوں' کہ وہ میرے سامنے کار سے اترے' مدینہ طیبہ میں باب عمرہ میں داخل ہوئے' میرے سامنے داخل ہوئے' جب وہ مدینہ تشریف لاتے ہیں تو مدینہ کے احترام میں ننگے پاؤں رہتے ہیں' کبھی مدینہ طیبہ کے اندر جوتیاں نہیں پہنتے۔ ایک لاکھ کے قریب حکومت ان کو ہر سال دیتی ہے وہ شیخ الجامعہ نہیں ہیں' بلکہ شیخ الجامعات السعودیہ ہیں' جب کہ مہینے میں بیس پچیس تاریخ کو جیب ان کی خالی ہو جاتی ہے۔ وہ ایک لاکھ ریال دینی مدارس کے سفراء کو' علماء کو' طلباء کو' غرباء کو ہدایا کے اندر تقسیم کر دیتے ہیں' یہاں تک کہ تقریباً ہر مہینے دو مہینے میں لاکھوں روپے کی کار حکومت کی طرف سے

بادشاہ کی طرف سے ہدیئے میں ملتی ہے۔ وہ بھی کسی نہ کسی کو دے دیتے ہیں' ایسے مرد قلندر اور مرد درویش میں نے اپنی زندگی کے اندر کم دیکھے ہیں' عشاء کی نماز پڑھی اور میرے سامنے وہ ریاض الجنتہ تشریف لے گئے اور جہاں سے اذان دی جاتی ہے۔ وہاں پر چڑھ گئے' کوئی ان کو نہیں روک سکتا' ائمہ حرمین اور خطباء حرمین' ان کو منع نہیں کرسکتے' وہ بہت بڑے قبیلے کے سردار بھی ہیں' بادشاہ وقت بھی ان کا احترام کرتا ہے۔ خدا کی قسم! میرے سامنے بار بار چیخ چیخ کر مسجد نبوی کے مائک میں یہ کہا کہ ٹیلی ویژن' وی سی آر' حرام ہے' اور یہ جھوٹ ہے کہ ہم نے اس کی اجازت دی ہے' یہ تہمت اور الزام ہمارے اوپر لگایا جاتا ہے' اور جو ایسا بہتان لگاتے ہیں' ہم قیامت کے دن ان کو خدا کے سامنے پکڑیں گے' خوامخواہ الزام لگاتے ہو۔

گناہوں کو گناہ سمجھو

میں ایک بات اور عرض کرتا ہوں' گناہوں کو اگر گناہ سمجھو گے' برائی کو اگر برائی سمجھو گے' ایمان بچا رہے گا' اور اگر ناجائز کو جائز سمجھا' اور حرام کو حلال سمجھا' تو آپ یقین جانیئے' ایمان رخصت ہوجائے گا بے ایمانی لازم آجائے گی' اگر کوئی کالا منہ کرے' تو کالا منہ کرے اس نفسانیت کے تحت میں کرے' حرام سمجھ کر کرے' وہ جانے اس کا کام جانے' لیکن ایک حرام کو حلال سمجھنا' حلال بتلانا' بے ایمانی کی بات ہے'

ایسے علماء کی بات کو نہیں مانا جائے گا' جو بددیانتی کی بات پیش کرتے ہیں قوم کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں' اور علماء حرمین کو اور مفتی اعظم سعودی عرب کو بدنام کرتے ہیں' کوئی مائی کا لال اس کے خلاف ثبوت پیش نہیں کرسکتا۔

جو کوئی چیز قرآن سے' حدیث سے' اعمال صحابہ سے' فقہ سے ثابت نہ ہو' خوامخواہ اس کو توڑ پھوڑ کر اپنی نفسانیت کا آلہ بنا کر' اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے' لوگوں کے سامنے سرخرو ہونے کے لئے' ایسا ناجائز فتویٰ اور ناجائز رائے دینا قطعاً حرام ہے' شدید درجے کا حرام ہے' خدا کی لعنت ہو جھوٹی باتیں کرنے والے پر' قرآن نے خود کہا ہے۔

لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ

لہٰذا اپنے گھروں سے ایسے منکرات کو نکال دیجئے۔

الحمدللہ ہمارے کئی متعلقین نے کراچی میں سکھر میں ٹیلی ویژن کو سڑک میں نکالا' اور مٹی کا تیل لگا کر آگ لگا دی' اور اخبار کے اندر اداریہ بھی لکھا گیا' یہ فواحشات' منکرات' سانپوں کا پٹارہ' بچھوؤں کا ٹوکرا اپنے گھر سے نکالو۔

آنکھوں کا بھی زنا ہے۔

کان کا بھی زنا ہے۔

دل کا بھی زنا ہے۔

یاد رکھئے!

امریکہ کی رپورٹ یہ ہے کہ بیشتر افراد کو کینسر ٹیلی ویژن دیکھنے سے ہو رہا ہے' خدا کے لئے اپنی نسل کو بچاؤ' اپنے حضرت کی برکت سے یہ کلمات کہہ کر جا رہا ہوں دل سے کہہ رہا ہوں' کسی کا سہارا مت لو' کوئی عالم کہے کہ جائز ہے بالکل اعتبار نہیں اس کی بات مت مانو' اس کے فتوی کے اوپر کوئی بھروسہ مت کرو' تقویٰ کو لو' کامیابی تقویٰ کے ساتھ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو عمل کے لئے ہمت عطا فرمائے' ذاکرین و ذاکرات میں سے کردے' میری پیاری بچیو! میری بیٹیو! میں دل سے کہہ رہا ہوں' آپ ہمت سے کام لو' گھر کے مرد کچھ نہیں کرسکتے' فواحشات و منکرات کو مٹاؤ' گھر سے ان بلاؤں کو نکال دو۔

ٹیلی ویژن' وی سی آر' کا اثر

ایک شخص کے بچے پر جن کا اثر تھا' میں نے کئی بار اس کا علاج کیا' میں ایسے علاجوں کا عادی نہیں ہوں' لیکن کہیں کہیں جہاں ضرورت ہوتی ہے' بہرحال میں نے اس کا علاج کیا' ماں اس بچے کی بڑی دین دار اور تہجد گزار ہے' جس گھر میں ٹیلی ویژن ہوتا ہے' اس گھر سے جنات' آسیب کے اثرات جاتے نہیں ہیں' میں نے بار بار کہا کہ وی سی آر' ٹیلی ویژن کو بند کردو بچہ ٹھیک ہوجائے گا' جب بند کرتے ہیں وہ ٹھیک ہوجاتا ہے' جب کھولتے ہیں وہ جن اس پر سوار ہوجاتا ہے۔ اس کی ماں کا میرے پاس ٹیلی

فون آیا اور رو رو کر کہنے لگی کہ مولانا! میں آپ سے کیا عرض کروں' میرے گھر والے ظالم ہیں' میں نماز پڑھتی ہوں' دن کے وقت بھی ٹیلی ویژن' وی سی آر کو چالو رکھتے ہیں۔ بیچاری میمن ہیں۔ کاٹھیاواڑ کی رہنے والی ہیں' بہت رو رو کر اس نے کہا کہ میرے بچے کی زندگی تباہ ہو رہی ہے۔ آپ اس کا بیش قیمت علاج کرتے ہیں مخلصانہ علاج کرتے ہیں' بچہ ٹھیک ہو جاتا ہے' جہاں ٹیلی ویژن اور وی سی آر کو چالو کیا جاتا ہے' بچہ پھر جنات کے قبضے میں آجاتا ہے' اس کی زندگی خراب ہو رہی ہے' بچہ سیانا ہے اس کی صحت بھی برباد ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ اب اس کی عقل بھی ناقص ہوتی جا رہی ہے' آپ اپنی اولاد کے اوپر شفقت و محبت کا برتاؤ کریں گے' یا ظلم و تشدد کریں گے' اولاد کے ساتھ یہ زیادتی اور ظلم و تشدد ہے) پھر سن لیجئے!

ٹیلی ویژن وی سی آر کے پروگرام دیکھنا' اس کا خریدنا اس کا بیچنا یہ سب حرام ہیں' اور میرے پاس علمائے برصغیر کے فتاوی تحریری طور پر موجود ہیں' اپنے مسلک کے بھی اور دوسرے مکتبہ فکر کے علماء کی بھی تحریریں میں اپنے پاس رکھتا ہوں' سب نے بالاتفاق کہا ہے کہ اس کی بیع و شراء بھی حرام ہے۔

یہ میرے معروضات تھے آج کی حاضری کے اندر..... میں نے یہی آپ سے عرض کرنا تھا کہ بچوں کی دینی تعلیم اور اصلاحی تربیت کا اہتمام کریں' انشاء اللہ آپ کا بچہ ان دنیاداروں سے بہترین روزی کھائے گا'

اور روزی حاصل کرے گا بہت عمدہ آپ کی خدمت کرے گا' خدا کے لئے اپنے بچوں کو دین کی طرف لگائیں' اور تعطیلات کے اندر رخصت کے زمانے میں اللہ والوں کی خانقاہوں میں بھیج کران کی تربیت کا ان کی کردار سازی کا اوران کے کردار کا آپ انتظام کریں۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔ میں نے جو کچھ عرض کیا ہے' خالص اللہ کی رضا کے لئے' اخلاص کے ساتھ' اپنے دل کی آواز آپ تک پہنچائی ہے' آپ سے امید ہے کہ عمل کریں گی' ہمت سے کام لیجئے' آپ کی ہمت پر اللہ کی مدد ہوگی میرے حضرت فرمایا کرتے تھے۔

مانگنے والا محروم نہیں رہتا

اور

ڈرنے والے کی حفاظت کی جاتی ہے

جیسی جیسی ہمت ہوگی' ویسی ویسی مدد ہوگی' جو ہمت سے کام لیتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کو مدد بھیجتے ہیں' لہٰذا آپ ہمت سے کام لیں۔ انشاء اللہ آپ کی تھوڑی سی ہمت آپ کی اولاد کو بھی نیک بنا دے گی' اور آپ کی اولاد کو انشاء اللہ ثم انشاء اللہ ولی اور دین دار بنا دے گی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بچوں کی تربیت

حصہ دوم

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؕ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اس وقت کی مجلس میں اپنی بیٹیوں اور بہنوں کی خدمت میں تربیت اطفال (بچوں کے پالنے) کے سلسلے میں ابتداء سے مرد و زن کا کیا انداز ہونا چاہئے وہ باتیں عرض کی جا رہی ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے

فرمایا: (قربان جایئے اسلام پر کہ جس نے ہمیں مکمل ضابطہ زندگی عطا فرمایا۔ مسلمانوں کے علاوہ دنیا کی تمام قومیں عاجز ہیں اس مسئلے کے اندر کہ ان کے پاس زندگی گزارنے کا کوئی ضابطہ نہیں ہے' کوئی قانون نہیں ہے'

کوئی دستور نہیں ہے' اقوام عالم میں اگر کوئی متمدن قوم ہے' مہذب قوم ہے' باضابطہ قوم ہے اور ذات باری تعالیٰ کی پسندیدہ قوم ہے تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ ہمیں اس نسبت پر بے حد شکر کرنا چاہئے۔ اور شکرگزاری کا یہ طریقہ ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں اسلام کو عملاً نافذ کردیں۔ قربان جایئے اسلام پر کہ زندگی کا کوئی شعبہ کوئی حصہ تشنہ نہیں چھوڑا' ہر جگہ ہمیں راہنما اصول دیئے ہیں۔ اگر کوئی ہم سے یہ سوال کرے کہ میں پوری زندگی کیسے گزاروں؟ روز و شب کیسے گزاروں؟ میری زندگی سفر و حضر کی کیسی ہو؟ الحمدللہ بتوفیقہ تعالیٰ ہم اس کے بارے میں مکمل ضابطہ اس کو تحریر کرا سکتے ہیں' بیان کرسکتے ہیں ایک ایک پل کی' ایک ایک منٹ کی اسلامی زندگی اس کے سامنے ہم رکھ سکتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اسلام نے ہمیں مکمل ضابطہ زندگی بخشا ہے' اور ہمارے اکابر نے بہت محنتوں کے بعد' انتہائی شفقتوں کے ساتھ وہ ضابطہ ہمیں عطا فرمایا ہے۔

صالح خاتون سے رشتہ کی ضرورت

فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ رشتہ سوچ کر کرو' صالحہ خاتون سے کرو اور عورت کو بھی اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ اس بات کی تحقیق کرسکتی ہے کہ میرا ہونے والا شوہر دین دار' عقیدے کے اعتبار سے مضبوط مسلم ہے یا

نہیں؟ اور اتنا اختیار دیا ہے کہ ولی کے ہوتے ہوئے اگر اس کا ولی کسی بد عقیدہ منشیات کے عادی شخص کے حوالے کرنا چاہتا ہے تو وہ انکار کرسکتی ہے۔ توبہ! توبہ! بعض لوگ اپنی ولایت کا منصب نہیں پہچانتے کہ ذات باری تعالیٰ نے مجھے اپنی بیٹی کا ولی بنایا ہے تو بیٹی کے لئے شوہر کیسا ہونا چاہیے؟ یہ بھی بڑا ظلم ہے کہ اس کے لئے صالح مرد کو تلاش نہیں کرتے۔ اور اسی طرح بیٹے کے واسطے کوئی صالحہ خاتون کو تلاش کرنا چاہیے۔ جب رشتہ باہمی طور پر صالح اور صالحہ میں ہوگا تو یقینی بات ہے اقتدائے شریعت کی برکت سے اولاد نیک پیدا ہوگی۔

اولاد کا ہونا نعمت' نہ ہونا رحمت ہے

فرمایا: اولاد بہت بڑی نعمت ہے' مجدد وقت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "اولاد کا ہونا نعمت ہے نہ ہونا رحمت ہے کسی کے ساتھ معاملہ رحمت کا فرماتے ہیں کسی کے ساتھ نعمت کا فرماتے ہیں ان کی رضا میں راضی رہنا فرض ہے۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ لاولد تھے۔ ذات باری تعالیٰ نے ان کو ہزاروں روحانی اولاد عطا فرمائی ہے۔ لاکھوں ان کے عقیدت مند ہوئے ہیں اور اب بھی ہیں۔ فرمایا کرتے تھے میرے ساتھ اللہ نے رحمت کا معاملہ فرمایا اور بڑا عجیب معاملہ فرمایا میرے مناسب حال یہ معاملہ فرمایا

ہے۔ اگر میرے اولاد ہوتی تو میں پاگل ہو جاتا اور دین کا کام نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ بڑی اہلیہ نے حضرت کو مجبور کر کے عقد ثانی کرا دیا تھا اور ایسی خاتون سے کرایا جو رشتہ میں قریبی تھیں' پہلے شوہر سے اولاد کا سلسلہ چل پڑا تھا لیکن حضرت کے عقد میں آنے کے بعد ان کے بھی کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی' راضی رہنا چاہیئے اس مسئلے میں پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ بہرحال ذات باری تعالیٰ نے جس کو جسمانی اولاد عطا فرمائی ہے وہ بھی اس بات کو غور سے سن لے کہ اولاد حدیث شریف میں آتا ہے جنت کے پھول ہیں۔ اور جنت کے پھولوں سے جو مسرت حاصل ہوگی روحانی مسرت اللہ تعالیٰ اس کی ایک مہک اور ایک خوشبو جسمانی اولاد کے ذریعہ دنیا میں عطا فرما دیتے ہیں۔

اولاد کے حقوق

فرمایا لیکن آپ کے ذمہ اولاد کے حقوق ہیں ان حقوق سے ادائے حقوق کے بغیر آپ سبکدوش نہیں ہوسکتے۔ آپ کو اور آپ کے نیک شوہر کو چاہیئے کہ وہ معلوم کرے کہ اولاد کا کیا حق ہے؟ پہلا حق یہ ہے کہ پیدا ہوتے ہی دیر نہ کی جائے اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے' عقیقہ کہتے ہیں کہ اس کے سر سے بال جدا کر دیئے جائیں حلق کرا دیا جائے یہ **عققتہٗ** سے ہے نومولو کے

سر سے بالوں کو جدا کرنا۔ اگر ہو سکے تو لڑکے کے لئے مستحب ہے کہ دو جانور ذبح کئے جائیں اور لڑکی کے لئے ایک۔ اگر گنجائش نہیں تو کوئی بات نہیں۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی ولادت کے ساتویں دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سر منڈوایا اور بال جو ان کے سر سے اترے ان کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ بال کٹوانے کے بعد حلق کروانے کے بعد بچے کے سر پر زعفران کا لیپ کردو۔ اس کے لئے یہ باعث خیر و برکت ہے۔ اور اس کا اچھا نام رکھو۔ اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام رکھو یا انبیاء کے ناموں میں سے کوئی نام رکھو۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین نواسے ہوئے انہوں نے کون سا نام رکھا؟ جن کو حسن، حسین اور محسن کہا جاتا ہے حضرت محسن صغر سنی میں دنیا سے رحلت فرما گئے اور حضرت حسن اور حضرت حسین کو ذات باری تعالیٰ نے لمبی عمر عطا فرمائی۔ آپ نے ان کی تحنیک بھی فرمائی آپ نے اپنے دھن مبارک میں، منہ مبارک میں کھجور لے کر چبائی، اور جب وہ بالکل پس گئی اور پتلی ہو گئی تو ان کے تالو سے اس کو مل دیا۔ اس کو تحنیک کہتے ہیں۔ یہ بھی اولاد کے حقوق میں سے ہے۔ اور میری بیٹی! میری بہن!! ایک بات کان کھول کر سن لے اپنا اور اپنے شوہر کی تندرستی کا خیال کر، بچے کی زندگی کا خیال کر، دو سال اس کو دودھ پلا۔ آج اس مسئلے کے اندر بڑی کوتاہی ہو رہی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بچیوں

نے ذہن میں یہ بات لے لی ہے کہ اس سے ہم جوانی کے حسن و جمال سے محروم ہو جائیں گی یہ نادانی کی بات ہے تمہاری رنگت نکھر جائے گی۔ تمہارا حسن و جمال بڑھ جائے گا۔ ورنہ آپ کو معلوم ہونا چاہئے آج کل کے ڈاکٹروں کی رپورٹ یہ ہے کہ اگر بچے کو دودھ نہ پلایا جائے تو عورت کے اس حصے میں جہاں پر دودھ ہوتا ہے کینسر ہو جاتا ہے۔ تیرے واسطے بھی سکون ہے اور بچے کی صحت اور تندرستی اور اس کی بقاء کے لئے بھی بہتر ہے۔ اس کے ساتھ زیادتی نہ کرو توبہ! توبہ! ماں کا دودھ اسی سال کی عمر تک بچے کو کام دیتا ہے۔ جس کو دیکھو وہ اپنے بچے کو ابن ڈبہ بنا رہا ہے' ڈبے کا دودھ پلا رہا ہے' بیٹی کو بنت ڈبہ بنا رہا ہے۔ یہ کیا قصہ ہے؟ آپ کو معلوم ہے وہ کہاں بنتے ہیں دودھ اور اس میں کیا ڈالا جاتا ہے؟ اور وہ مسلمانوں کے کتنے باوفا ہیں؟ انہوں نے ہماری دشمنی پر کمر باندھ رکھی ہے۔ اپنے بیٹے کو ابن ڈبہ نہ بناؤ۔ اپنی بیٹی کو بنت ڈبہ نہ بناؤ' یہ ڈبے کے قصے چھوڑ دو تو ملک پاؤڈر پر پال رہی ہیں' فیڈر پر پال رہے ہیں کیا رکھا ہے ان باتوں میں؟ کہ دودھ کی کمی ہے' ارے دودھ کی کمی کیسے ہو جائے؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا....... آپ اچھی خوراک لیں' دال ماش' دال مونگ استعمال کریں دیکھیں دودھ کتنا پیدا ہوتا ہے۔ آپ پلانے کا ارادہ کریں پلائیں' دوسری چیز کی طرف بچے کو نہ ڈالیں۔ انشاء اللہ شیر کے اندر (دودھ کے اندر) افزائش ہوگی۔ اللہ کا شکر ہے ہمارے سادہ علاقوں کے اندر یہ

شکایت آتی ہے کہ دودھ بہہ رہا ہے اتنا دودھ ہے بچے کو پلاتے ہیں اس کے باوجود بھی نکل رہا ہے روکنے کے لئے کچھ بتلاؤ؟ ہم یہ آیت پڑھنے کو بتلاتے ہیں۔

هٰذَا عَطَآءُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اس کا دودھ ٹھہرجاتا ہے۔ لیکن جہاں دنیا میں جاؤ یہی شکایت ہے جس بچے کو دیکھو اس کے منہ میں فیڈر لگا ہوا ہے۔ توبہ! توبہ! بہت بری بات ہے' اپنے دودھ کو خراب نہ کرو' بچے کی صحت کا خیال کرو' اس کی حیات کا خیال کرو' اس کی صلاحیتوں کا خیال کرو' قرآن مجید نے تو حولین کاملین فرمایا۔ خدا کے لئے کیوں اس کی صحت کو برباد کرتی ہو' جب اس کی ابھی سے صحت برباد ہوجائے گی تو باقی زندگی وہ کیسے گزارے گا پھر وہ سمجھدار کیسے ہوگا' پھر وہ سمجھدار نہیں ہوگا ناسمجھ ہوگا' تمہیں ستانے والا ہوگا' تمہارے دودھ کے جو اثرات ہیں بڑے عجیب و غریب ہیں۔ اپنا دودھ پلاؤ دیکھو اولاد ماں باپ کی فرماں بردار بنے گی۔ اور اگر ان ڈبوں کے قصوں میں پڑجاؤ گے تو ڈبیہ جیسی ان کی عقل ہوجائے گی ڈبیہ جیسی' ڈبوں کا دودھ پلاؤ گے تو ڈبیہ جیسی سمجھ ہوجائے گی' پھر وہ تمہارے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کریں گے' تم نے ان کے ساتھ زیادتی کی اب وہ تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے' کنویں کی آواز ہے۔ جیسا کنویں میں تم پکاروگے ویسے ہی سنائی دی گی۔ کیا کر رکھا ہے تم نے؟ اور یاد رکھو! میرے حضرت فرمایا کرتے

تھے۔ "سوئے ہوئے بچے کو جاگتا ہوا سمجھ' بچہ سو رہا ہے یہ یقین کرلو کہ وہ جاگ رہا ہے' اس کے سامنے کسی قسم کا ہنسی مذاق بالکل مت کرو' ورنہ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اس کا دل چھاپہ خانہ ہے اور مثل سفید کاغذ کے اس کا قلب ہے اس کے اوپر وہی باتیں چھپ جائیں گی' پھر بڑی پریشانی ہوگی عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے۔ یہ کوئی تفصیلی بیان نہیں ہے آپ کے واسطے اشارے ہیں۔ ابتداء ہی سے اس ضابطہ زندگی کو سنبھال کر چلو پھر دیکھو اسلام میں کیسی سلامتی ہے۔

بچوں کی ابتدائی تربیت

اور جب بچہ بولنے کے قابل ہو تو تتلا کر مت بولو تلفظ کو مخارج کو صحیح رکھو تتلا کر بولنے سے بچے کی زبان خراب ہوجاتی ہے۔ اس کی بہترین تربیت کے لئے ضروری ہے کہ اچھے تلفظ میں اس کے سامنے بات کی جائے خوامخواہ تتلاتے ہیں اور خوامخواہ کے عرف اس کے رکھتے ہیں خراب خراب قسم کے جو اس کا صحیح نام ہے آپ ابتداء ہی سے اس کے صحیح نام کو استعمال کریں' صحیح نام کے ساتھ پکاریں پھر دیکھیں وہ آپ کے صحیح نام کے ساتھ پکارنے پر فورا آپ کی طرف دیکھے گا' ذات باری تعالیٰ نے بچے میں بڑی سمجھ رکھی ہے اور ابتداء سے اس کی تربیت کا خیال رکھو۔

(میں نے اپنے حضرت سے پوچھا کہ بچے کی تربیت کی کیا عمر ہے؟ فرمایا چھ ماہ کی عمر سے لے کر بائیس سال کی عمر تک اس کا مطلب یہ ہوا کہ پورے بائیس ہی سال خیال رکھو اور فرمایا کہ جب تک بائیس سال کی عمر تک اس کے اندر پوری پوری استقامت نہ آجائے حالت خام ہے اس کی کچی حالت ہے۔)

(دیکھو! جب وہ بولنے کے قابل ہو بول چال کا انداز صحیح رکھو' غلط بچوں کے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا مت رکھو' سوتے وقت اس سے سلام کروایا کرو' کلمہ پڑھوایا کرو جب وہ بیدار ہو تو پھر اس سے سلام کروایا کرو کلمہ پڑھوایا کرو' اور عادت بناؤ اس کی اس چیز کی۔ اس سے پوچھا جائے سکھایا جائے کہ

روٹی کون دیتا ہے؟ اللہ

بسکٹ کون دیتا ہے؟ اللہ

ٹافی کون دیتا ہے؟ اللہ

کپڑا کون دیتا ہے؟ اللہ

ہر کام بسم اللہ سے کراؤ۔

یہ ہیں تو چھوٹی باتیں لیکن میری بیٹی عمل کے لحاظ سے نتیجہ اس کا بہت اونچا ہے۔ شروع سے اچھی باتوں کی عادت ڈالو' کھانے کے لئے لاؤ' پہننے کے لئے لاؤ' جائز کھلونے کھیلنے کے لئے لاؤ لیکن اس کی ملک مت کرو' ملک

کرنے کے بعد اس سے تم لے نہیں سکتے ہو بلکہ یہ نیت کرو کہ یہ کپڑے پہنے اور استعمال کرنے کے لئے دے رہا ہوں مالک میں ہوں' مالک میں ہی ہوں' اور جب پڑھنے کے قابل ہو جائے کتابیں' کاپی' بال پوائنٹ' پنسل' قلم' دوات جو کچھ بھی ہے تختی سب اس کو استعمال کے لئے دو اس کی ملک مت کرو نہ کوئی کھلونا ملک کرو۔ نہ کوئی کپڑے اس کی ملک کرو۔ اپنی ملک رکھو۔ اگر تم نے اس کو ملک کر دیا تو پھر اس کی چیز تم لے کر دوسرے بچے کو استعمال نہیں کرا سکتے' اس بات کا خیال رکھو یہ ضروری باتیں ہیں اور نابالغ کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں استعمال کے لئے دو اور کھانے کی کوئی چیز لا کر بسکٹ کا پورا ڈبہ اس کی ملک کر دیا اور کہہ دیا یہ تو اس کا ہے' اور اس کو دے بھی دیا اب کیا ہوا؟ وہ بگاڑ رہا ہے' کھول رہا ہے' پھینک رہا ہے' بسکٹ پیروں سے مل رہا ہے' اور وہ اپنے مال کا مالک ہے' اپنی ملک کے اندر تصرف کر رہا ہے' نہ آپ کھا سکتے ہیں نہ لے سکتی ہیں آ گئی ناں مصیبت .... ضرورت ہے کہ خاصان خدا کی صحبت' اللہ والوں کی صحبت کو اختیار کیا جائے تاکہ پورے طور پر دین کی سمجھ ہمارے اندر پیدا ہو۔ یہ باتیں کاملین کی صحبت میں آتی ہیں' خدا کے لئے ان باتوں میں ابتداء سے احتیاط برتو۔ نام اس کا اچھا رکھو' تربیت اس کی اچھی کرو اور جب وہ تعلیم و تربیت سے فارغ ہو جائے تو رشتہ اس کے لئے نیک تلاش کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کی آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

اولاد کی تعلیم

فرمایا:

یاد رکھو! سب سے پہلے قرآن مجید پڑھوانا، ذات باری تعالیٰ نے قرآن مجید کا پڑھنا اتنا آسان فرما دیا ہے کہ بچے کی عمر کا وہ حصہ جو کھیل کود کا حصہ ہے ناسمجھی کا زمانہ ہے۔ یوں سمجھ لیجئے عمر کے اس حصے میں وہ کوئی اور کام نہیں کرسکتا لیکن یہ اعجاز قرآن ہے، قرآن کا معجزہ ہے کہ قرآن مجید عمر کے اس حصے میں بہت آسانی اور سہولت کے ساتھ آجاتا ہے بہ نسبت بڑی عمر کے **ولقد یسّرنا القرآن** دیکھئے! قرآن مجید نے کہا کہ ہم کتنے آسان ہیں! آؤ ہماری آسانی کو دیکھو **فھل من مدّکر** مشاہدہ کرو، آکر دیکھو ہم کتنے آسان ہیں۔

حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے بچہ پیدا ہوا ماشاء اللہ دیکھئے ماں باپ کی برکت ہوتی ہے پانچ برس کی عمر میں وہ مکمل قرآن مجید کا حافظ ہوگیا اور الحمدللہ میں نے بھی دو تین بچے ایسے دیکھے ہیں غالباً پانچ یا ساڑھے پانچ سال کی عمر تھی کہ قرآن مجید کے مکمل حافظ ہوگئے۔ لیکن یاد رکھنا غوث پاک کی باتیں تو کرتی ہو پیران پیر ایسے تھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی لیکن کبھی یہ بھی سوچا کہ ان کے ماں باپ کیسے تھے... پہلے یہ بھی تو سوچو کہ ان کے ماں باپ کیسے تھے پہلے ان کے والدین کے حالات دیکھو ان کا تقویٰ ان کی پرہیزگاری کیسی تھی ذات باری تعالیٰ

کے ذکر و فکر میں وہ کس درجہ مصروف تھے جب ماں باپ ایسے تھے تو پھر اللہ تعالیٰ نے بیٹا بھی ان کو شیخ عبدالقادر عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضائع نہیں فرماتے۔

اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکھو کہ بچہ تعلیم القرآن کے قابل ہو جائے چار سال کی اس کی عمر ہو جائے' چار سال پورے ہو کر پانچواں سال شروع ہو جائے۔ فوراً اس کو حفظ کے لئے بٹھا دو' پہلے اس کو نورانی قاعدہ پڑھوایا جائے' نماز سکھائی جائے اور ماشاء اللہ ذہن اتنا صاف ہوتا ہے اس کے بعد اس کو حفظ شروع کرا دیا جائے لیکن ایک کام باقی رہ گیا کہ تعلیم قرآن کے لئے کسی صالح استاد کا انتخاب کرو' ہر کس و ناکس کے پاس اس کو نہ بٹھاؤ۔ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز میں اس کا خیال رکھو رشتے میں بھی اور تعلیم میں معلم کا بھی خیال رکھو اگر کسی اللہ کے مقبول سے وابستہ ہو تو بہت اچھا ایسا استاد بہت بابرکت ہوتا ہے جو اللہ والوں سے تعلق رکھتا ہے اور اللہ والوں سے ہدایت لیتا رہتا ہے۔

ہمارے ہاں جلسیر میں علی گڑھ کے قریب ایک جگہ ہے جلسیر' ضلع کے اندر ایک قاری تھے قرآن مجید کے' بڑے اللہ والے تھے' صاحبِ نسبت تھے اور خود بھی وہ صاحبِ سلسلہ تھے کسی شیخ سے اخذ بیعت کی ان کو اجازت تھی لیکن عجب شان تھی' ان کے قلب پر اللہ تعالیٰ نے یہ وارد فرمایا کہ اس وقت عالم میں جو سب سے بڑے بزرگ ہیں وہ حضرت مسیح الامت ہیں اپنے

شیخ کے خلیفہ ہونے کے باوجود ہر بچے کو جلال آباد بھیجتے تھے یا اباجی علی گڑھ تشریف لاتے تھے تو اباجی سے تعلق کراتے تھے' الغرض ان کے بیسیوں حفاظ شاگردوں نے اباجی سے تعلق کیا یہاں تک کہ وہ پاکستان آگئے اور آخری عمر تک اپنے شاگردوں کو یہی وصیت کرتے رہے کہ بھائی میں تمہارا استاد ضرور ہوں لیکن تعلق جلال آباد کے بادشاہ سے کرو۔ حضرت کے بڑے عاشق تھے' بہت نیک آدمی تھے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ ہجرت کے بعد ان کا وصال ہوا۔ بس ان کی ایک ہی عادت تھی قرآن مجید حفظ کراتے تھے اور اپنے حضرت سے تعلق کراتے تھے یہ نیک استاد کی باتیں ہیں کہ **قطب العالم** سے جوڑتے چلے گئے قطب العالم ولی باصفا حضرت شاہ مسیح اللہ نور اللہ مرقدہ رحمتہ اللہ علیہ ثم رحمتہ اللہ علیہ

صاحبِ نسبت اساتذہ کی تلاش

استاد کا انتخاب صحیح کرنا،یاد رکھنا اس بات کو،استاد اللہ کا مقبول ہوگا انشاء اللہ اس کی صحبت پاک کے اندر تمہارا بچہ بھی بن جائے گا۔ ہر کس و ناکس کے حوالے نہ کرو یہ دیکھ اس غریب خانے کے اندر کوئی مقبول اللہ کا پیارا بندہ لگا ہوا ہے اور قرآن مجید کی خدمت کررہا ہے اس کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ تو استاد کا بہت بڑا درجہ ہوتا ہے۔ صالح استاد کا انتخاب کرو ایسے

استاد کا انتخاب کرو جو کسی اللہ کے مقبول کے دامن سے وابستہ ہو۔ انشاء اللہ اس کی بڑی برکتیں آپ کو نظر آئیں گی۔

آج لوگ مدارس کی طرف جاتے ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے آج لوگ مدارس کی طرف جاتے ہیں اور مدرسے کا نام کرتے ہیں۔ ایک دور وہ تھا کہ لوگ اساتذہ شخصیات کی طرف جاتے تھے۔ مختلف اللہ والے عالموں سے درس نظامی پورا کرتے تھے۔ آخر میں کہیں دورہ شریف کرلیتے تھے

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے درس نظامی کے اندر بھی صاحب نسبت اساتذہ تلاش کرو' کسی مدرسے کا لیبل لگانے کی بجائے شخصیات کا انتخاب کرو' اور ان شخصیات کو تلاش کرو جو ذات باری تعالیٰ کی مقبول ہوں اور صاحب نسبت ہوں ایسے حضرات سے جب تم علوم حاصل کرو گے اور اپنے بچوں کو جب تم ایسے اللہ والوں سے علم پڑھواؤ گے تو پھر دیکھنا تمہارا بچہ کیسا بنتا ہے اس کا بڑا اثر پڑتا ہے۔

استاد متوکل ہو' قانع ہو' متورع ہو' متقی ہو' صاحب زہد و تقویٰ ہو۔ دیکھئے کتنے بڑے بڑے اکابر ہیں امت کے'جنید بغدادی' سری سقطی معروف کرخی کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ عالم نہیں تھے؟ یہ سب کے سب اصطلاحی عالم تھے اور ذات باری تعالیٰ نے ان کا **فیضان** کتنا عام کیا ہے۔ اللہ سے جوڑنے والے بن گئے لیکن اگر آپ ان کے اساتذہ کے حالات دیکھیں تو عجیب عجیب قسم کے لوگوں سے ان کا واسطہ پڑا جہاں سے انہوں نے فیضان

علم وادب حاصل کیا۔

چند واقعات

اب میں برکت کے لئے چند بزرگوں کے واقعات سنا تا ہوں جس سے آپ کو بچوں کی تربیت میں مدد ملے گی' اللہ کے لئے ان کے استادوں کا صحیح انتخاب کیجئے' صرف مدرسے کے نام پر نہ جایئے بلکہ شخصیات ایسی تلاش کیجئے جو ذات باری تعالیٰ کے تعلق کے اندر غرق ہوں اور آپ کی بڑی ذمہ داری ہے کہ والدین ان کو کسی نیک معاشرے کے ساتھ جوڑ کر جائیں۔ دیکھئے سب سے بہترین صدقہ جاریہ نیک اولاد ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے اس کے سب کام ختم ہوجاتے ہیں۔ سوائے تین کاموں کے' ان تین کاموں میں سے صدقہ' جاریہ' مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ بنوایا، علم دین حاصل کیا اور اس کی اشاعت کی' صالح اولاد' اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے اولاد کو فتنہ نہ بننے دے۔ یا اللہ اولاد کے فتنہ بننے سے ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں...... اولاد عطا فرمائیں تو ...... صالح اولاد عطا فرمائیں' صالح اولاد عطا فرمائیں نیک اولاد جو ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے ایصال ثواب کرتی رہے یہ بڑی چیز ہے۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ سنیے یہ حدیث شریف کے مشہور محدث ہیں۔ جب انہوں نے علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ اور بہن نے خرچ کی ذمہ داری لی۔ اور ایک بہت بڑے عالم قاضی زادہ رومی گزرے ہیں۔ جب انہوں نے علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔ تو ان کی بہن نے اپنا زیور بیچ کر نقدی ان کے سامان میں رکھ دی۔

ایک اور بڑے عالم دین گزرے ہیں۔ "**امام ربیعہ**" ان کے باپ اسلامی حکومت کی فوج میں ملازم تھے۔ اس زمانے میں مسلمانوں کی فوجیں اسلام کو سربلند کرنے کے لئے کافروں سے لڑا کرتی تھیں۔ امام ربیعہ کے باپ بادشاہ کے حکم سے بہت سے لڑائیوں پر بھیج دیئے گئے تھے۔ اس وقت امام ربیعہ ماں کے پیٹ میں تھے چلتے وقت امام ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ کے باپ نے اپنی بیوی کو تیس ہزار سونے کی گنیاں اشرفیاں دیں اور کہا کہ یہ تمہارے خرچ کے لئے ہیں۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسلامی فوجوں کے کام میں ان کو واپسی میں تقریباً ستائیس سال لگ گئے۔ ستائیس سال کے بعد جب وہ واپس آئے تو ظاہر ہے کہ انکا بچہ اس وقت تک عاقل بالغ جوان ہوچکا تھا۔ ان کے بچے کی ولادت کے بعد ان کی صالح بیوی نے اپنے بیٹے کی تربیت پر خاص توجہ کی اور اس کو علم دین پڑھوایا اور حدیث شریف کا استاد بنوایا۔ ان کے پیچھے ستائیس سال کے عرصہ میں وہ تیس ہزار

اشرفیاں ماں نے اپنے بچے کو دینی تعلیم دلانے پر اور دیگر اخراجات پر خرچ کردیں۔ ستائیس سال کے بعد امام ربیعہ کے والد گھر واپس آئے۔ بیوی سے پوچھا کہ ان اشرفیوں کا کیا ہوا؟ ان کی بیوی نے کہا۔ اطمینان رکھیے! بہت حفاظت کے ساتھ رکھے ہوئے ہیں۔ پھر وہ جب مسجد میں گئے نماز پڑھنے کے لئے تو دیکھا کہ میرا بیٹا مسجد میں حدیث پاک کا درس دے رہا ہے اور حدیث شریف پڑھا رہا ہے۔ اور دنیا اس کی شاگرد بنی ہوئی ہے بہت بڑا مجمع تلامذہ کا موجود ہے۔ اپنے بیٹے سے یہ فیضان جاری و ساری دیکھ کر خوشی کے مارے پھولے نہ سمائے اور گھر آئے' جب گھر آئے تو بیوی نے کہا میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔ تیس ہزار اشرفیاں اچھی ہیں یا مسجد میں جو آپ اپنے بیٹے کو استاد حدیث دیکھ کر آئے ہیں یہ بہتر ہے۔ شوہر دین دار تھا' اللہ والا تھا نیک تھا کہنے لگا۔ علم حدیث کے آگے تیس ہزار اشرفیوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ شوہر کا جواب سن کر اس نیک بیوی نے کہا وہ اشرفیاں میں نے اس کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔ شوہر نے خوش ہو کر کہا خدا کی قسم تو نے وہ اشرفیاں ضائع نہیں کیں بلکہ وہ محفوظ ہیں۔

حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کو ساری دنیا کے مسلمان جانتے ہیں انہوں نے جب کم عمری میں علم دین کے لئے سفر کا ارادہ کیا تو ان کی امی نے چالیس اشرفیاں کرتے کی آستین میں بغل کے پاس سی دیں۔ حضرت غوث

پاک کے والد فوت ہوچکے تھے ان کی ماں کے دل میں دین کی بڑی عظمت تھی' اللہ تعالٰی یہ عظمت میری بیٹیوں اور بہنوں کو بھی عطا فرمائیں کم عمر بچے کو دین کا علم سیکھنے کے لئے دور بھیجنے پر آپ کو راضی کرلیا اور سب سے بڑا سرمایہ ان کے پاس یہی چالیس اشرفیاں تھیں۔ وہ اپنے بیٹے عبدالقادر کو دے دیں۔ اب ان کے پاس اللہ کے نام کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی اور چلتے وقت اپنے بیٹے عبدالقادر کو اللہ کے سپرد کیا اور نصیحت کی کہ بیٹا تم علم دین حاصل کرنے جارہے ہو بس ایک ہی بات تم سے کہتی ہوں ہمیشہ سچ بولنا' اور یہ ایسا گر بتلا دیا کہ کامیابی کا حقیقتاً گر یہی ہے سچ بولنا' جھوٹ کی تو بڑی ظلمت ہے۔

حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اپنی والدہ کی نصیحت گرہ باندھ کر گھر سے نکلے اور یہ عزم کرلیا کہ چاہے کچھ بھی ہوجائے سچ بولوں گا۔ اور ایک قافلے کے ساتھ' اس زمانے میں علم کا مرکز بغداد تھا' بغداد کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستے میں ڈاکو مل گئے' جنہوں نے قافلے کو لوٹ لیا اور قافلے والوں کا سامان چھین کر ایک ڈاکو نے حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کا سامان بھی چھین لیا اور پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی نقدی ہے؟ اب ان کی والدہ نے تو نصیحت کی تھی کہ ہر موقع پر سچ بولنا' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے جواب دیا کہ ہاں میرے پاس نقدی ہے چالیس اشرفیاں ہیں ڈاکو نے تلاشی لی تو وہ اشرفیاں نظر نہ آئیں کیونکہ وہ تو کرتے میں بغل کے نیچے سلی

ہوئی تھیں۔ ڈاکو نے یہ سمجھا کہ لڑکا ہم سے مذاق کر رہا ہے۔ کہنے لگا لڑکے! تم ہم سے مذاق کرتے ہو حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں مذاق کرنا نہیں جانتا' میں سچ کہتا ہوں کہ میرے پاس چالیس اشرفیاں موجود ہیں اس کے بعد اس ڈاکو سے سوال و جواب ہوا' اس نے بھی جامہ تلاشی لی۔ چالیس اشرفیاں نظر نہ آئیں مذاق سمجھا اور وہ ڈاکو حضرت غوث پاک کو اپنے سردار کے پاس لے گیا۔ سردار سے گفتگو ہوئی باتوں باتوں میں ڈاکوؤں کے سردار نے پوچھا کہ وہ اشرفیاں کہاں ہیں تو آپ نے آستین اٹھا کر کہا کہ دیکھو یہ سلی ہوئی ہیں' یہ موجود ہیں' حضرت غوث پاک نے فرمایا یہ آستین میں سلی ہوئی ہیں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے کہا تم عجیب سیدھے آدمی ہو ایسی پوشیدہ چیز کو' چھپی ہوئی چیز کو ایسے بتلایا کرتے ہیں جیسے تم بتلا رہے ہو حضرت غوث پاک نے فرمایا "مسلمان کو ہمیشہ سچ بولنا چاہئے وہ بھی کوئی مسلمان ہے جو کوئی جھوٹ بولے اور میری امی نے مجھے نصیحت کی تھی چلتے وقت کہ تم ہمیشہ سچ بولنا" ایسے بھولے انداز میں توجہ کے ساتھ یہ گفتگو فرمائی حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے۔

اس سردار پر بڑا اثر ہوا' ندامت سے ڈاکوؤں کے سردار نے سر جھکا لیا اور اپنے ان تمام آدمیوں کے ساتھ جو ڈاکہ ڈالنے آئے تھے ان سے کہا کہ ان کے ہاتھ پر توبہ کرو دیکھو ابھی نابالغ ہیں' چھوٹے سے ہیں حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ لیکن کرامت ظاہر ہوگئی اور ان کے سردار نے

کہا' خبردار! آئندہ تم نے یہ ناپاک پیشہ اختیار کیا اور سارے قافلہ کا سامان جو تم نے لوٹا ہے وہ واپس کردو۔

دیکھا سچ بولنے کی کیا برکت ہوئی؟ کہ حضرت غوث پاک صاحبِ کرامت بزرگ ہوئے سچ بولنے کی برکت سے اس زمانے میں بغداد مرکز اسلام تھا اور اس زمانے میں بغداد کو مدینتہ الاسلام کہا جاتا تھا۔ وہاں پہنچ کر آپ بے مثال عالم دین بنے۔ عالم باعمل بنے اور ذات باری تعالیٰ نے ان کا فیضان ایسے جاری فرمایا کہ وہ سلسلہ قادریہ کے تاجدار ہیں اور ساری دنیا میں ان کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے' اور ان کی تعلیمات اور ان کی کتب اور کتب کے ترجمے سب جگہ پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ برکت کا ہے کی ہے؟ کہ ان کی والدہ نے باپ کے انتقال کے بعد اپنے بچے کو عالم دین بنایا اور نیکی کے راستے پر لگایا اور سچ کی تعلیم دی انہوں نے ہمیشہ سچ بولا اور سچ بولنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث پاک کو کیا رتبہ عطا فرمایا۔

حضرت غوث پاک کا مرتبہ

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے ان کا بہت بڑا درجہ ہے۔ یہ غوث الثقلین ہیں انسانوں میں بھی غوث ہیں اور جنات میں بھی غوث ہیں۔ اور

حضرت نے فرمایا غوث کسے کہتے ہیں؟ غوث قطب العالم کو کہتے ہیں قطب الاقطاب کو کہتے ہیں۔ یا قطب العالم کہہ لو یا قطب الاقطاب کہہ لو یا غوث کہہ لو۔

حضرت مسیح الامتہ کی شان ولایت

الحمدللہ ثم الحمدللہ تحدیث نعمت کے طور پر، ہم شکر میں ڈوب جائیں کہ صدہا علامات غوث کی حضرت مسیح الامت کے اندر پائی گئیں ہیں صدہا علامات۔ اللہ کا شکر ہے ہمیں ان علامات اور نشانیوں کا علم ہے ہم نے دل کی آنکھوں سے نکل کر سر کی آنکھوں سے دیکھا جو اظہر من الشمس تھیں اسی وجہ سے حضرت کے سامنے حضرت کی زندگی میں حضرت کے خطوط میں میں نے قطب العالم لکھا حضرت کی عادت تھی کہ جو چیز اضافی ہوتی گول دائرہ بنا کر منع فرمادیا کرتے تھے لیکن قطب العالم اور قطب الاقطاب کے اوپر کا تحریر موجود ہے حضرت نے منع نہیں فرمایا۔ دیکھئے اگر کوئی آدمی کمشنر ہو کسی ڈویژن کا اور ہم اسے کہیں کہ آپ کمشنر ہیں؟ تو کیا کہے گا وہ کہ میں کمشنر نہیں ہوں۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ کیا آپ مجدد ہیں؟ فرمایا احتمال مجھے بھی ہے' احتمال مجھے بھی ہے۔ اخیر میں صاف فرمایا کہ ذات باری تعالیٰ نے مجھے مجدد بنا کر بھیجا ہے۔ ابتداء میں یہ فرمایا

کرتے تھے کہ احتمال مجھے بھی ہے۔

حضرت کے ایک والا نامہ پر ہے جو کہ بغیر لفافے کے محفوظ ہے کیونکہ وہ دستی خط تھا۔ حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ سوچ سوچ کر جتنے بھی مقاماتیہ الفاظ ہوسکتے تھے سب لکھے تاکہ جسے رکھنا چاہئیں رکھیں جسے نہ رکھنا چاہئیں مجھے بھی اطلاع ہوجائے کہ حضرت نے نہیں رکھا۔ اس میں حضرت نے مسیح الامت کو برقرار رکھا اور قطب العالم اور قطب الاقطاب کو برقرار رکھا باقی اور چیزیں جو تھیں ان پر گول دائرہ بنا دیا کاٹا نہیں کرتے تھے' گول دائرہ کھینچ دیتے تھے۔ فرمایا کہ بس جو میں نے چھوڑا ہے' وہ ٹھیک ہے۔ اس میں واضح اشارہ فرمایا کہ ذات باری نے مجھے کیا بنایا' اور میں کیا ہوں۔ میرے پاس تو تحریر موجود ہے اس کے بعد میں نے وہ القابات جس پر حضرت نے دائرہ کھینچ دیا تھا اور منع فرما دیا تھا میں نے استعمال نہیں کئے اور جن کو حضرت نے چھوڑ دیا تھا اور جن کی اجازت دے دی تھی اور اس میں اشارہ تھا کہ اللہ نے مجھے یہ منصب عطا فرمایا ہے۔ میں ان کی زندگی میں بھی وہ القاب و آداب استعمال کرتا تھا اور بعد میں بھی کررہا ہوں۔ اور جب تک زندہ ہوں کرتا رہوں گا۔ ذات باری تعالیٰ نے حضرت کو بہت اونچے مقامات باطنہ سے نوازا تھا۔ جیسے وہ ارشادی بزرگ تھے۔ حضوری بزرگ تھے' اسی طریقے سے وہ تکوینی بزرگ بھی تھے۔

تو حضرت غوث پاک کے دست مبارک پر سب ڈاکوؤں نے توبہ کی اور

ہمیشہ کے لئے ڈکیتی اور چوری سے باز آئے اور قافلے کا سارا سامان واپس کردیا تو حضرت فرماتے تھے "دیکھا اس بوڑھی ماں کی نصیحت کا اثر"۔

بچے میں بگاڑ کی ابتداء

فرمایا: اے میری بیٹی! اے میری بہن! خدا کے لئے تو اپنے بچوں کو اچھی نصیحت کر یہ نہیں کہ ابو آئے تو جھوٹ بولنا' توبہ' توبہ بات کو بدل دینا انہیں غلط راستے پر نہ ڈال' بری بات ہے' تیرے لئے بہترین صدقہ جاریہ نیک اولاد ہے' اس کو سچائی کے راستے پر ڈال' جھوٹ بولنے سے بچا' میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بچے میں جو بگاڑ کی ابتداء ہوتی ہے وہ جھوٹ سے ہوتی ہے جھوٹی ماں بھی خراب یہ میرے حضرت کے الفاظ ہیں جھوٹا باپ بھی خراب' جھوٹی بیوی بھی خراب' جھوٹی اولاد بھی خراب۔

جھوٹ کے نقصانات

فرمایا: حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو ایسا تعفن پھیلتا ہے' ایسی بدبو پھیلتی ہے کہ ایک میل دور تک ملائکہ رحمت چلے جاتے ہیں' جھوٹے کو چھوڑ جاتے ہیں۔ پرانا میل جو تھا دو کلومیٹر ہوں گے اس

کے، اتنی دور فرشتے چلے جاتے ہیں اس سے گھن کھا کر۔

حضرت شیخ کا مرتبہ

مجھے یاد ہے حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمتہ اللہ علیہ مہاجر مدنی ساکن بقیع نور اللہ مرقدہٗ کیسے لوگ تھے ہمارے اکابر! دنیا والوں کو دکھلا دیا کہ دیکھو یہ اس درجہ کے مقبول ہیں۔ ظاہراً مراتب بھی دکھا دیئے اللہ نے، ان کو بقیع شریف کی سکونت قیامت تک کے لئے عطا فرمائی، یہ ہے نیشنلٹی' یہ ہے شہریت' شہریت پر ناز کرتے ہو کہ پاسپورٹ ایسا ہے کہ ہر جگہ چل جاتا ہے۔ جانے دو اس بات کو' دعا کرو بقیع کی مٹی نصیب ہو جائے' میرے حضرت کے الفاظ ہیں کہ سب سے اعلیٰ مٹی بقیع کی' سب سے آسان موت شہادت کی چاہے نصیب نہ ہو لیکن دعا مانگتے رہو' چاہے نصیب نہ ہو لیکن دعا مانگتے رہو یا اللہ سب سے اعلیٰ مٹی بقیع کی' سب سے آسان موت شہادت کی نصیب فرما۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ تین سال تک کوئی مسلمان شہادت کی تمنا نہ کرے تو اس کے اندر عملاً نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔ تین سال تک اگر وہ شہادت کی دعا نہ کرے' تمنا نہ کرے' جستجو نہ کرے اس کے اندر عملاً نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔ آج ہمارے اندر الحمدللہ کوئی اعتقادی منافق نہیں

ہے ابا جی فرماتے ہیں۔ "اعتقادی منافق کافر ہوتا ہے ہاں عملی نفاق موجود ہے اور عملی نفاق موجود رہے گا اور یہ کھوٹ پیدا ہوتا ہے۔ شہادت کی تمنا اور جستجو نہ کرنے سے بھی' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کوئی تھوڑی کوشش کی تھی؟ سر سے لے کر پیر تک اس سیف اللہ کا کوئی حصہ بچا؟ جہاں دشمن کی تلوار' تیر اور نیزے نہ لگے ہوں؟ لیکن موت کہاں آئی؟ بستر کے اوپر۔ لیکن حضرت فرمایا کرتے تھے کہ کوئی معمولی بات ہے کہ اللہ کی تلوار ان کو قرار دیا گیا ہو' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ ان کو فرمایا چاہے بستر پر موت آئے لیکن اپنی سی تو کوشش کرے کہ اللہ کے راستے میں میں قبول کرلیا جاؤں لیکن بزرگوں کے مشورے سے خوامخواہ نہ بھاگے ایک مرید ایک پیر کے پاس آیا ابا جی سنا رہے ہیں کہ حضرت فلاں جگہ جہاد ہو رہا ہے آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس جہاد میں شریک ہو جاؤں اور مقام شہادت حاصل کروں۔ انہوں نے کہا نہ بھائی میں کبھی تجھے اجازت نہیں دوں گا تو روز روز کے مجاہدوں سے تنگ آکر اپنے کو ختم کرانا چاہتا ہے۔ میں تو روزانہ کا سلسلہ مخالفت نفس کا جاری رکھوں گا' سب جگہ جہاد فرض نہیں ہوا کرتا کہیں فرض ہوتا ہے' کہیں واجب ہوتا ہے کہیں مستحب ہوتا ہے کہیں مباح ہوتا ہے۔ لہٰذا کہیں بھی دنیا میں جہاد ہو رہا ہو آپ دعاؤں کے ذریعے' چندے کے ذریعے شمولیت کرسکتے ہیں۔ اگر ذات باری تعالیٰ چاہیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مدینتہ الرسول میں بغیر جہاد کے شہادت کا

مرتبہ دے دیں، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہادت کا درجہ دے دیں۔ دیکھ لیجئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے کہاں ہوئے؟ مدینہ میں، عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے کہاں ہوئے؟ میدان جہاد میں؟ نہیں! مدینہ میں۔

آپ مانگیں تو سہی وہ چاہیں تو گھر بیٹھے ایسی صورت پیدا فرما دیں کہ مقام شہادت اور شہادت کبریٰ آپ کو نصیب ہو جائے، شہادت کی تمنا رکھنا ایمان کا تقاضہ ہے اور دیکھئے بوڑھی ماں نے کیسی نصیحت کی۔ الغرض! جھوٹا شوہر بھی خراب، جھوٹی بیوی بھی خراب، جھوٹی اولاد بھی خراب، جھوٹ کی بڑی ظلمت ہے اس سے بچنا چاہئے۔

اور میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت شیخ کے والد مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ثم رحمتہ اللہ خادم خاص ہیں ابو حنیفہ عصر حضرت گنگوہی کے کسی نے کہا دوسرے مسلمان کے بارے میں کہ فلاں آدمی جھوٹ بولتا ہے، مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی نے سر پکڑ لیا نہ بھئی ناں میں کبھی یقین نہیں کروں گا کہ مسلمان ہو کر جھوٹ بولے یحییٰ کی سمجھ میں نہیں آتا۔

پاکستان بننے سے پہلے ہمارے بچپن کی بات ہے۔ کہ حاجی کے استقبال کے لئے بمبئی کے اسٹیشن پر اور بندرگاہ پر ہندو جایا کرتے تھے۔ ہر سال یہ بات سننے میں آتی تھی کہ اس دفعہ حاجیوں کی زیارت کر کے اتنے ہندو

مسلمان ہوگئے۔ اور یہ ہمارے بالکل بچپن کی بات ہے سنہ بیالیس' تینتالیس' چوالیس' پینتالیس کی کہ ہندوؤں میں جب کوئی اختلاف ہوتا تھا تو ہندو یہ کہتا تھا کہ میں تو تمہاری بات کا اعتبار نہیں کرتا' ہندو' ہندو سے کہتا میاں بھائی سے فیصلہ کراؤں گا میاں بھائی سچ بولتا ہے۔ میاں بھائی سے مراد "مسلمان" ہے علی گڑھ کے علاقے میں ہندو مسلمان کو میاں بھائی کہا کرتے تھے۔ میں تو میاں بھائی سے فیصلہ کراؤں گا۔ تم جھوٹ بولتے ہو۔ میاں بھائی سچ بولتا ہے۔ تو کسی مخصوص مسلمان کو نہیں بلایا جاتا تھا بلکہ ایک کسی راہ گیر مسلمان کو بلا کر ہندو فیصلہ کرالیا کرتا تھا۔ میاں بھائی! ذرا بات سننا۔ ہماری ان کی یہ بات چل رہی ہے یہ بتلا دو کہ صحیح بات کون سی ہے؟ کتنا اعتماد تھا۔ ہائے.... ہائے میرے مسلم بھائی' پیارے بھائی! تونے اپنے اعتماد کو ٹھیس لگائی' بڑا دل دکھتا ہے۔

بمبئ کا ایک کسٹم آفیسر ہندو حاجیوں پر انتہائی مہربان تھا۔ یہاں تک کہ کوشش کرتا تھا کہ جتنا ہو سکے بغیر بلٹی کے ان کا سامان نکل جائے۔ وہ ریٹائرڈ ہونے سے پہلے بڑا ظالم ہوگیا تھا کسی حاجی کو چھوڑتا ہی نہیں تھا۔ کسی نے پوچھا لالہ جی! پہلے تو آپ کی یہ حالت تھی! اب یہ حالت ہے؟ کہا: کیوں نہ ہو؟ میں نے اپنی آنکھوں سے حاجی کے گلے میں قرآن پڑا ہوا دیکھا ہے اور اب میں حاجی کے گلے میں ٹرانسسٹر دیکھتا ہوں اس وقت ٹرانسسٹر نئے چلے تھے۔ اس نے کہا اللہ نے میرے دل کو سخت کردیا ہے کہ وہ حاجی جو

قرآن گلے میں لٹکا کے جاتا تھا اور آتا تھا تو قرآن لٹکا کر لاتا تھا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے قرآن کے بستوں میں جزدانوں میں بجائے قرآن کے ٹرانسسٹر نکالے ہیں لہٰذا میرا جی نہیں چاہتا کہ ان کی کوئی رعایت کی جائے۔ دیکھا جب انسان گناہ کرتا ہے تو ذات باری تعالیٰ حکام کے قلوب کو عقوبت کی طرف پھیر دیتے ہیں' اور تشدد کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان حکام کے قلوب ہیں' جب اطاعت کی جاتی ہے تو ان کے قلوب کو ذات باری تعالیٰ نرم کر دیتے ہیں اور جب نافرمانی کی جاتی ہے' جھوٹ بولا جاتا ہے۔ حکام کے قلوب کو سخت کر دیتے ہیں۔

اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ بخاری شریف میں ہے۔ جیسے تمہارے عمل ویسے تمہارے حکام' جیسے حکام ہمارے اوپر ہیں یاد رکھئے یہ ہمارے اعمال کا عکس ہیں سچ کو اختیار کیجئے' بچوں کو سچ بلوایئے' بیوی کو سچ بلوایئے' بیوی بھی شوہر کو سچ بلوائے۔ دین کی تعلیم ہو اور بچوں کے لئے اللہ والے اساتذہ کا انتخاب کیجئے اللہ والوں سے جن کا تعلق ہو اور خاصان خدا کا دامن جن کے ہاتھ میں ہو۔

دیکھیئے سچ بولنے کی برکت سے ڈاکوؤں کو توبہ کی توفیق ملی حضرت غوث پاک کے سچ بولنے سے اور سارا سامان واپس کردیا اور پھر غوث پاک

رحمتہ اللہ علیہ کتنے بڑے جید عالم اور مسلمانوں کے راہنما بنے اور اللہ نے ان کی بزرگی اور ولایت کو اتنی شہرت عطا فرمائی کہ اب دنیا میں تعارف کی ضرورت نہیں' رسمی طور پر کہا کرتے ہیں جلسوں میں کہ جناب کی وہ شخصیت ہے جو محتاجِ تعارف نہیں یہ ایک رسمی بات ہے۔ دیکھئے! یہ حضرات تھے جو محتاجِ تعارف نہیں۔ امت مسلمہ کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ حضرت غوث پاک کون ہیں؟ اور کہاں ہیں؟

مخالفت' علامت ہے' مقبولیت کی

ماشاء اللہ خوب علم حاصل کیا' اور اپنے علم کو خوب پھیلایا بغداد کے گلی کوچوں میں وعظ کیے' ردبدعات پر اور رد رسومات پر' خوب مخالفت ہوئی اور جتنی مخالفت ہوئی اتنی ہی مقبولیت بڑھی اس وقت کے آپ حالات دیکھیں۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا بہشتی زیور دلی' کلکتہ' بمبئی' مدارس کی سڑکوں پر جلایا گیا حضرت نے کہا "الحمدللہ امامِ غزالی کی سنت زندہ ہو گئی احیاء العلوم کو بغداد کی سڑکوں پر جلایا گیا اب میرا دل یہ کہتا ہے کہ بہشتی زیور رہتی دنیا تک دنیا میں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور

ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم ابتداء ہی سے' آغوش مادر سے کہ ماں کی گود بہترین درسگاہ، بہترین تربیت گاہ ہے۔ شروع ہی سے بچے کی تربیت پر توجہ دیں اور اس سلسلہ میں اللہ کے مقبولوں سے مشورہ لیں۔ ابھی کی گئی ان باتوں پر ہم غور کریں کہ رشتہ کرنے سے لے کر اور بچے کی تعلیم و تربیت تک والدین کے اوپر کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟

یاد رکھیۓ! علم دین آپ پڑھوایۓ اور روزی کے مسئلے کے اندر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے' میں آپ سے قسم کھا کر کہتا ہوں اور یقین دلانے کے لئے قسم سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ اہل دین کو اہل دنیا سے بہتر روٹیاں ملتی ہیں میرا ایمان ہے کہ اہل دین کو اہل دنیا سے بہتر روٹیاں ملتی ہیں جس کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے آزمائش شرط ہے اس دور میں بھی جو گیا گزرا زمانہ ہے اور ہم نے برائے نام دین کو اختیار کیا ہوا ہے الحمدللہ دنیا داروں سے بہتر روٹیاں کھا رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ

میری بچیو اور بیٹیو! اب تم مفتی سراج احمد ڈیسائی سے میری اس وقت کی گزارشوں کا ترجمہ اپنی زبان میں سن لو۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملفوظاتِ شفیق الامت

فرمایا : - کہ ایک بزرگ نے ایک نوجوان سے کہا کہ ہمارے ہاں بیعت کی شرط یہ ہے کہ ہم تو گناہ کرائیں گے کرو گے؟ اس نے کہا کچھ بھی کرائیں۔ ہم نے تو چارپائی توڑ دی ہے۔ ہم بھی کہیں جانے کے نہیں ہیں' بیعت کرلیا' پھر فرمایا کہ ذہین تھا ذہین' اونچا خون تھا اس کا ..... سمجھ گیا کہ ایک گناہ اللہ کا ہوتا ہے۔ ایک نفس و شیطان کا ہوتا ہے۔ نفس و شیطان کی بھرپور مخالفت کروائیں گے۔ گناہ کے معنی نافرمانی کے ہیں۔ یہ شیطان کی اور نفس امارہ کی نافرمانی کرائیں گے۔

فرمایا : - کہ اہل اللہ کے ذمہ طریقہ تحصیل بتاتا ہے تسہیل ان کے ذمہ نہیں۔ لیکن یہ نہایت شفیق ہوتے ہیں ذمے تو ہی ہے لیکن طریقہ تسہیل بھی بتاتے ہیں۔ ایک بزرگ کے پاس ایک شخص آئے۔ اور کہا حضرت بوڑھا ہوگیا ہوں ساٹھ سال عمر ہوگئی ہے۔ بدنظری کی عادت نہیں جاتی۔ انہوں نے فرمایا کہ اچھا جب بدنظری ہوجایا کرے تو زور زور سے یوں کہا کرو کہ یہ میری بہن ہے۔ یہ میری بیٹی ہے۔ بار بار کہو' انہوں نے ایسا ہی کیا' کچھ دن کے بعد آکر بتایا کہ حضرت! اس مرض سے تو نجات ہی مل گئی ہے

فرمایا : - کہ ایمان کی حقیقت ہے "اخلاص' تقویٰ' تواضع" کہ جو بھی کام ہو رضائے الٰہی کے داعیے سے ہو۔ رضائے الٰہی کے تقاضے سے

ہو۔ اور خوف الٰہی کو اپنایا جائے اور اللہ کے راستے میں اپنے کو سب سے کمتر اور باقی خلق خدا کو اپنے سے بہتر سمجھا جائے بغیر اس کے راستہ نہیں کھلتا' بلکہ ہوا بھی نہیں لگتی۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اور باقاعدہ طور پر اس کی مشق کی جائے۔ دل کی گہرائیوں میں یہ بات بٹھائی جائے۔ صرف معلومات کے درجہ میں نہ ہو۔ بلکہ محسوسات کے درجے میں ہو کہ میں سب سے گھٹیا ہوں۔ اور سب مجھ سے بڑھیا ہیں۔

فرمایا : ۔ کہ نیکی کے کرنے میں تو کچھ کرنا پڑتا ہے۔ گناہ کے چھوڑنے میں کچھ نہیں کرنا پڑتا' ترک تو ترک ہی ہے۔

فرمایا : ۔ کہ عالم مشکلات اور عالم مصائب کا ایک تقاضہ یہ ہے کہ عافیت محمودہ جو آپ کو حاصل ہے۔ اس پر شکر کرو۔

فرمایا : ۔ کہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی اصلاح باطن جلدی ہو اس کو چاہئے کہ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ستر مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرے انشاء اللہ اس ذکر کی برکت سے اس کے رذائل فضائل میں بہت جلدی تبدیل ہو جائیں گے اور گناہوں سے بچا رہے گا۔

ایک مجلس میں فرمایا : ۔ کہ تعریف میں جو مبالغہ ہے یہ اچھی بات نہیں ہے۔ اس میں جانبین کا نقصان ہے۔ تعریف میں مبالغہ کرنے والے کا بھی نقصان ہے۔ اور جس کی تعریف کی جارہی ہے اس کا بھی نقصان ہے نفس سب کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ ہاں! اللہ کی تعریف میں مبالغہ کرو' کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تعریف' حمد و ثناء' شکر و سپاس پیش کرو۔ کسی کی آپ

تعریف کریں یہ بہت بڑی تعریف ہے۔ جو نص سے ثابت ہے "ماشاء اللہ" اس سے عجب بھی پیدا نہیں ہوتا۔ نظر بد بھی نہیں لگتی۔ جس کی تعریف کی اس کو نقصان بھی نہیں پہنچ پاتا۔ تعریف کرنے والے کو بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ یعنی جو اللہ نے چاہا وہی ہوا۔ جو اللہ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تعریف کرنے والا اس کے کمالات کو اس کی طرف منسوب نہیں کررہا بلکہ یہ بتلا رہا ہے کہ یہ کمالات ان کی عطا ہے تیرے اندر کوئی کمال نہیں۔

فرمایا : ۔ کہ جو حضرات اہل دین' دین کے خادم ہیں' دین کے پیش کرنے والے ہیں اکابر نے بتلایا کہ دو باتوں کو وہ لازم پکڑلیں۔ ایک خلوت کو ایک ذکر لسانی کو اس کے بغیر ان کی تقریروں میں اور ان کے وعظوں میں نورانیت پیدا نہیں ہوسکتی۔

فرمایا : ۔ کہ قلب کا جاری ہونا یہ ہے کہ ہر وقت یہ فکر ہوجائے کہ جائز بات کون سی ہے۔ اور ناجائز کون سی ہے۔ جائز کو میں اپنا لوں ناجائز سے بچوں یہ ہے قلب کا جاری ہونا۔ لوگوں نے قلب کے پھڑکنے تھڑکنے کو قلب کا جاری ہونا سمجھ لیا ہے۔ یہ بات غلط ہے باالفاظ دیگر یوں کہہ لیجئے کہ "ذکر قلبی نام ہے فکر قلبی کا"

فرمایا : ۔ کہ کبھی بھی کسی بھی حالت میں مجرد آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ اپنی خلوت گاہ میں کسی امرد کو بٹھائے۔ اس سے تقوی زنگ آلودہ ہوجائے گا۔

فرمایا : ۔ کہ ایک مرتبہ ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ ہم آپ کا مدینہ شریف میں رہنے کا مستقل انتظام کردیتے ہیں۔ اور کچھ روز بعد اقامہ بھی مل جائے گا۔ یہ بات میں نے حضرت مرشدی دامت برکاتہم سے عرض کی۔ اور عرض کیا کہ کیا حکم ہے؟ حضرت والا نے منع فرمایا اور ایک مثال سے سمجھایا کہ کوئی شخص ایک باغ لگائے اور اس میں مختلف اقسام کے درخت ہوں۔ اور ہر شخص کو ایک درخت حوالے کردے کہ تم آم کے درخت کی رکھوالی کرنا تم فلاں کی' تم فلاں کی' اب اگر کوئی شخص اپنے درخت کی رکھوالی چھوڑ کر اپنے مالک کے پاس آپڑے کہ میں تو آپ کے پاس رہوں گا۔ تو بتاؤ مالک اس سے خوش ہوگا یا ناخوش؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے آپ کو انہیں چھوڑ کر وہاں جانا ٹھیک نہیں۔ بس "رضا" لقاء و دیدار سے بڑھ کر ہے۔

فرمایا : ۔ کہ مشورہ دینے والا مشورہ دے کر فارغ ہوجائے۔ اگر زیادہ تعلق ہے تو دعا کرتا رہے اس بات کا منتظر نہ رہے۔ کہ میری بات پر عمل کیوں نہیں کیا۔

فرمایا : ۔ کہ مشورہ کے اندر بھی کوئی غیبت کرے اس کی زبان پکڑلو ہم غیبت نہیں سنیں گے۔ ہمارے مشورے کے خیر و برکات چلے جائیں گے۔